بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

شمارہ 16

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

نائب: تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ: سالانہ 700 روپے

بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک: 50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

9 رمضان 1442 ہجری قمری • 22 شہادت 1400 ہجری شمسی • 22 اپریل 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡہَکُمۡ وَاَیۡدِیَکُمۡ اِلَی الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِکُمۡ وَاَرۡجُلَکُمۡ اِلَی الۡکَعۡبَیۡنِ (المائدہ:7)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کی طرف جانے کیلئے اٹھو تو اپنے چہروں کو دھو لیا کرو اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں تک۔ اور اپنے سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں بھی دھو لیا کرو۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 16 اپریل 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

خوفناک عقیدے اور غلط خیالات لوگوں کے دلوں میں پڑے ہوئے ہیں جن کو دور کرنے کے واسطے اور پُر امن عقائد ان کی جگہ قائم کرنے کے واسطے ہمارا سلسلہ ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

دنیا اور اس کے تعلقات اور تکلفات سے بالکل ہم جدا ہیں۔ گویا ہم دنیا داری کے لحاظ سے مثل مُردہ کے ہیں۔ ہم محض دین کے ہیں اور ہمارا سب کارخانہ دینی ہے، جیسا کہ اسلام میں ہمیشہ بزرگوں اور اماموں کا ہوتا آیا ہے اور ہمارا کوئی نیا طریق نہیں بلکہ لوگوں کے اس اعتقادی طریق کو جو کہ ہر طرح سے ان کیلئے خطرناک ہے دور کرنا اور ان کے دلوں سے نکالنا ہمارا اصل منشاء اور مقصود ہے مثلاً بعض نادان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ غیر قوموں کے لوگوں کی چیزیں چرا لینا جائز ہے اور کافروں کا مال ہمارے لئے حلال ہے اور پھر اپنی ان نفسانی خواہشوں کی خاطر اس کے مطابق حدیثیں بھی گھڑ رکھی ہیں۔ پھر وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ جو دوبارہ دنیا میں آنے والے ہیں تو ان کا کام لاٹھی مارنا اور خونریزیاں کرنا ہے، حالانکہ جبر سے کوئی دین دین نہیں ہوسکتا۔ غرض اسی قسم کے خوفناک عقیدے اور غلط خیالات ان لوگوں کے دلوں میں پڑے ہوئے ہیں جن کو دور کرنے کے واسطے اور پُر امن عقائد ان کی جگہ قائم کرنے کے واسطے ہمارا سلسلہ ہے۔ جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے کہ مصلحوں کی اور اولیاء اللہ کی اور نیک باتیں سکھانے والوں کی دنیا دار مخالفت کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے ساتھ بھی ہوا ہے اور مخالفوں نے غلط خبریں محض افترا اور جھوٹ کے ساتھ ہمارے برخلاف مشہور کیں یہاں تک کہ ہم کو ضرر پہنچانے کے واسطے گورنمنٹ تک غلط رپورٹیں کیں کہ یہ مفسد آدمی ہیں اور بغاوت کے ارادے رکھتے ہیں اور ضرور تھا کہ یہ لوگ ایسا کرتے کیونکہ نادانوں نے اپنے خیر خواہوں یعنی انبیاء اور ان کے وارثین کے ساتھ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ایسا ہی سلوک کیا ہے، مگر خدا تعالیٰ نے انسان میں ایک زیرکی رکھی ہے اور گورنمنٹ کے کارکن ان لوگوں کو خوب جانتے ہیں۔ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 283، مطبوعہ قادیان 2018)

......☆......☆......☆......

نبی کی شان سے بالکل بعید ہے کہ کسی بات پر وہ اس قدر غم کرے کہ اس کی ہلاکت کے مترادف ہو

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ یوسف آیت 85 یٰۤاَسَفٰی عَلٰی یُوۡسُفَ وَابۡیَضَّتۡ عَیۡنٰہُ مِنَ الۡحُزۡنِ فَہُوَ کَظِیۡمٌ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اِبۡیَضَّتۡ عَیۡنٰہُ مِنَ الۡحُزۡنِ۔ غم کی وجہ سے ان کی آنکھیں سفید ہوگئیں، اسکے متعلق بڑا اختلاف ہوا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ انکی آنکھیں اندھی ہوگئی تھیں اور ان پر سفیدی ہی سفیدی چھا گئی تھی۔ اسکے متعلق ان میں اختلاف ہے کہ سفیدی کیوں چھا گئی۔ بعض نے کہا ہے کہ روتے روتے۔ اور اس رونے کی مدت بعض نے چالیس سال اور بعض نے 81 سال بیان کی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ دوسرے بیٹے کی خبر سن کر صدمہ سے بینائی جاتی رہی کہ اب تو دوسرا بھی جدا ہوگیا۔

دراصل اِبۡیَضَّ کے ایک معنے بھی ایسے نہیں کہ جن سے اندھا ہونے کا مفہوم نکل سکے۔ صرف ایک معنوں کو کھینچ تان کر یہ مفہوم نکالا گیا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ جب اِبۡیَضَّ کے معنے لغت میں اندھا ہونے کے نہیں ہیں تو کیوں نہ اِبۡیَضَّتۡ کے معنے پانی سے بھر جانے کے کئے جاویں جبکہ پانی اور دودھ کو اَلۡاَبۡیَضَانِ کہنے کا محاورہ عربی میں مستعمل ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آنکھوں میں پانی بھر آنے کا یہی مطلب ہے کہ آنسو بھر آئے اور دوسرے معنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہ پڑیں یعنی کثرت سے آنسو ٹپک پڑے۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر اِبۡیَضَّتۡ سے ہم نے مجاز ہی لینا ہے تو کیوں نہ وہ مجاز لیں جو اعلیٰ ہو۔ یعنی یہ کہ غم کے مارے ان کی آنکھیں چمک پڑیں اور یہ ایک قدرتی بات ہے کہ غم کے وقت انسان کی آنکھوں میں ایک چمک سی پیدا ہوتی ہے بشرطیکہ وہ غم دیر تک نہ لگا رہے۔

ابۡیَضَّتۡ عَیۡنٰہُ مِنَ الۡحُزۡنِ کے معنے شدید غم میں مبتلا ہونے کے بھی ہوتے ہیں۔ پس ان معنوں کی موجودگی میں اور معنی کرنا صرف عجوبہ پسندی ہی کہلا سکتا ہے جس کا قرآن کریم محتاج نہیں اور جبکہ اس کے معاً بعد اللہ تعالیٰ نے وَہُوَ کَظِیۡمٌ کے الفاظ استعمال کئے ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے غم کو دبانے میں کامیاب ہو گئے تو پھر کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے رو رو کر آنکھیں ضائع کر دیں۔ رو رو کر آنکھیں کھو دینے والے کو کوئی غم دبانے والا نہیں کہہ سکتا۔ اس لفظ کی موجودگی میں تو اگر اِبۡیَضَّ کے معنے رو رو کر اندھا ہونے کے لغت میں ہوتے بھی تب بھی وہ اس جگہ چسپاں نہ ہو سکتے تھے۔

علاوہ ازیں حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنا قول قرآن کریم نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا فَصَبۡرٌ جَمِیۡلٌ میں اعلیٰ درجہ کے صبر کا نمونہ دکھاؤں گا۔ اگر رو رو کر انہوں نے آنکھیں ضائع کر دی تھیں تو اعلیٰ درجہ کے صبر کا نمونہ دکھانے کا وہ کیونکر دعویٰ کر سکتے تھے۔

صبر کا مفہوم ایک حدیث سے اچھی طرح ظاہر ہو جاتا ہے۔ روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو اپنے بیٹے کی قبر پر روتے دیکھا تو فرمایا کہ صبر کرو۔ عورت نے جواب دیا کہ اگر تیرا بیٹا فوت ہو جاتا تو کیسے صبر کرتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو معلوم نہیں ہوا کہ اسے نصیحت کرنے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سن کر فرمایا کہ میرے تو گیارہ بچے فوت ہو چکے ہیں اور میں نے صبر کیا ہے۔ یہ کہہ کر حضور چلے گئے۔ بعد میں جب لوگوں نے اسے ملامت کی کہ تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا نامناسب جواب دیا تو وہ نادم ہوئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا کہ یا رسول اللہ میں نے آپؐ کو پہچانا نہ تھا۔ میں نے اب صبر کیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلصَّبۡرُ لِاَوَّلِ وَھۡلَۃٍ صبر تو مصیبت کے پہلے صدمہ کے موقع پر ہوتا ہے۔ بعد میں تو سب ہی خاموش ہو جاتے ہیں۔ پس جب چند گھنٹے رو دھو کر خاموش ہو جانے سے بھی انسان بے صبر کہلا سکتا ہے تو چالیس سال رونے والا کس منہ سے صبر کا اور پھر صبر جمیل کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ غم کی کیفیت کو ایسا لمبا کرنا جو انسان کو ناکارہ کر دے خواہ اس غم کا لوگوں پر اظہار ہو یا نہ ہو اسی کا نام جزع فزع ہے جو ناپسندیدہ ہے اور نبی کی شان سے بالکل بعید ہے کہ کسی بات پر وہ اس قدر غم کرے کہ اسکی ہلاکت کا مترادف ہو۔ اگر وہ روتے رہتے تھے تو دین کی خدمت کس طرح کرتے تھے۔ پس مجازی معنوں کی صورت میں بھی وہ معنے لینے چاہئیں جو حضرت یعقوبؑ کی شان کے مطابق ہوں نہ وہ جو انہیں عام مومن کے درجہ سے بھی گرا دیں۔

(تفسیر کبیر، جلد سوم، صفحہ 349، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کسی کی نسبت یہ کہنا کہ وہ پاک ہے

(1243) حضرت ام العلاءؓ نے جو ایک انصاری عورت تھیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی ہوئی تھی، بتایا کہ مہاجرین قرعہ ڈال کر تقسیم کر دیئے گئے۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ ہمارے حصہ میں آئے اور ہم نے ان کو اپنے گھروں میں مہمان رکھا۔ پھر وہ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں انہوں نے وفات پائی۔ جب وہ فوت ہوئے اور انہیں غسل دیا گیا اور وہ اپنے ہی کپڑوں میں کفنائے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر آئے۔ مَیں نے کہا: اَے ابوالسائب (عثمان بن مظعونؓ)! تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ تمہاری نسبت میری گواہی ہے کہ ضرور ہی اللہ تعالیٰ نے تمہیں عزت دی ہے۔ نبیؐ نے فرمایا: کیا پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت دی ہے؟ مَیں نے کہا: یا رسول اللہ! میرا باپ آپؐ پر قربان۔ پھر اللہ اور کس کو عزت دے گا؟ تو آپؐ نے فرمایا: اس کی تو یہ حالت ہے کہ اس پر موت وارد ہو چکی ہے اور بخدا مَیں اس کیلئے بھلائی ہی کی امید رکھتا ہوں اور اللہ کی قسم مجھے بھی معلوم نہیں حالانکہ مَیں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا گزرے گی۔ حضرت ام العلاءؓ کہتی تھیں: بخدا اس کے بعد تو مَیں کسی کی نسبت کبھی نہیں کہونگی کہ وہ پاک ہے۔

(صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الجنائز، مطبوعہ قادیان 2006)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 2 اپریل 2021ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از نبیوں کا سردار)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرت المہدی)

جلسہ سالانہ برطانیہ 2010 کے دوسرے دن کا خطاب

خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال و جواب

وصایا | ذکر خیر

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِي الْعَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

عبداللہ آتھم کیلئے چار ہزار روپے کا بھاری انعام
اگر وہ اقرار کر لے کہ اسلامی پیشگوئی کی شوکت سے نہیں ڈرا

اس شمارہ میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اس امر پر روشنی ڈالیں گے کہ فی الحقیقت آتھم نے حق کی طرف رجوع کیا تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی سے اس قدر خائف رہا کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ اگر وہ آپؑ کی پیشگوئی کو جھوٹا سمجھتا تو ڈر اور خوف کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ پس اسکا اسلامی پیشگوئی سے ڈرنا اور اس کی عظمت و شوکت کو اپنے دل میں جگہ دینا ہی دراصل حق کی طرف رجوع کرنا تھا۔

پیشگوئی کے وقت سے ہی آتھم خوفزدہ رہنے لگا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: پیشگوئی کے سننے کے ساتھ ہی آتھم کے چہرہ پر ایک خوفناک اثر پیدا ہو گیا تھا اور اس کے حواس کی پریشانی اُسی وقت سے دکھائی دینے لگی تھی کہ جب وہ پیشگوئی اس کو سنائی گئی۔ پھر وہ روز بروز بڑھتی گئی اور آتھم کے دل و دماغ پر اثر کرتی گئی اور جب کمال کو پہنچ گئی جیسا کہ نور افشاں میں آتھم نے خود شائع کرا دیا تو ڈرانے والی تمثلات کا نظارہ شروع ہو گیا۔ (ضیاء الحق رُخ ج9 صفحہ 261)

آتھم کے ڈرنے اور رونے کی خبر اخبار نور افشاں میں شائع ہوئی تھی

اخبار ”نور افشاں“ لدھیانہ سے شائع ہونے والا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تئیں سخت بغض و عناد رکھنے والا ایک عیسائی پرچہ تھا جو دراصل عیسائیت کا ترجمان تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف سخت زبان استعمال کرتا تھا۔ پادری حضرات اپنے مضامین اور اشتہارات اس میں شائع کرواتے تھے۔ آتھم کے رونے اور ڈرنے کی خبر اس میں شائع ہوئی تھی۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

نور افشاں 14/ستمبر 1894 صفحہ 12 پہلے ہی کالم کی پہلی ہی سطر میں ان کا یہ بیان لکھا ہے کہ میرا خیال تھا کہ شاید میں مارا بھی جاؤں گا۔ اسی کالم میں یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے یہ باتیں کہہ کر رو دیا۔ اور رونے سے جتلایا کہ میں بڑے دُکھ میں رہا پس انکا رونا بھی ایک گواہی ہیکہ ان پر اسلامی پیشگوئی کا بہت سخت اثر رہا ورنہ اگر مجھ کو کاذب جانتے تھے تو ایسی کیا مصیبت پڑی تھی جسکو یاد کر کے اب تک رونا آتا ہے۔ (انوار الاسلام رُخ ج9 صفحہ 66)

ڈرانے والے تمثلات میں آتھم کو سب سے پہلے خونی سانپ نظر آنے لگے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آتھم کو خونی سانپ نظر آنے لگے پھر تو غیر ممکن تھا کہ سانپوں والی زمین میں وہ بود و باش رکھتا کیونکہ سانپ کی ہیبت بھی شیر کی ہیبت سے کچھ کم نہیں ہوتی۔ پس اس نے ناچار ہو کر اس زمین سے جہاں سانپ دکھائی دیا تھا جو اس کی نگاہ میں خاص اسی کے ڈسنے کے لئے آیا تھا کسی دور دراز شہر کی طرف کوچ کرنا قرین مصلحت سمجھا۔“

آتھم نے بعد میں یہ جھوٹ اس کے ساتھ شامل کر دیا کہ وہ سانپ تعلیم یافتہ تھے اور جماعت کے افراد نے اس کو میرے ڈسنے کے لئے چھوڑا تھا اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”آتھم صاحب نے اس تعلیم یافتہ سانپ کا اور نیز اس بات کا کہ وہ ہماری طرف سے چھوڑا گیا تھا اب تک کوئی ثبوت نہیں دیا اور ہم ابھی معقولی طور پر بیان کر چکے ہیں کہ یہ سانپ ہرگز باہر سے نہیں آیا بلکہ آتھم صاحب کے ہی دل و دماغ سے نکلا تھا۔“ (ضیاء الحق رُخ جلد 9 صفحہ 262،263)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”چونکہ آتھم صاحب کے دل پر پیشگوئی کا نہایت قوی اثر ہو چکا تھا اور ہر وقت ایک شدت خوف اسکی نظر کے سامنے رہتا تھا اس لئے ضرور تھا کہ کوئی خوفناک نظارہ بھی ان کی آنکھوں کے سامنے پھر جائے لہٰذا انکی دہشت زدہ متخیلہ کو خونی سانپ نظر آ گیا جسکو عربی میں حَیَّہ کہتے ہیں کیونکہ سانپ انسان کی نسل کا پہلا اور ابتدائی دشمن ہے اور بزبان حال کہتا ہے کہ حَیَّ عَلَی الْمَوْتِ یعنی موت کی طرف آ جا اس لئے اس کا نام حَیَّہ ہوا۔

پس چونکہ سانپ موت کا اوتار ہے اس لئے آتھم صاحب کو پہلے یہی دکھائی دیا جس کا آتھم صاحب نے نور افشاں میں رو رو کر اقرار کیا ہے کہ ضرور میں موت سے ڈرتا رہا پس ایسے ڈرنے والے کو اگر سانپ نظر آ گیا تو کوئی حقیقت شناس اس سے تعجب نہیں کرے گا...... مگر یہ سانپ انہیں کے تخیلات کا نتیجہ تھا اور اس بات پر قطعی دلیل تھا کہ پیشگوئی کی پوری عظمت ان کے دل پر طاری ہو گئی تھی۔“ (ضیاء الحق رُخ جلد 9 صفحہ 263)

خونی سانپ کے بعد بعض مسلّح آدمی نیزوں کے ساتھ آتھم کو دکھائی دیئے

خونی سانپ کا نظارہ آتھم نے امرتسر میں جبکہ اپنی کوٹھی میں مقیم تھے دیکھا۔ اس نظارہ سے وہ اس قدر خوفزدہ ہوئے کہ لدھیانہ اپنی بیٹی اور داماد کے پاس چلے گئے۔ لدھیانہ میں انکے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ملاحظہ فرمائیں۔

”جب آتھم صاحب امرتسر سے تعلیم یافتہ سانپ کے حملہ سے ڈر کر بھاگے اور لدھیانہ میں اپنے داماد کے پاس پناہ گزین ہوئے تو اس جگہ بھی شدید خوف کے دورہ کے وقت وہی تمثّلی نظارہ آتھم صاحب کی آنکھوں کے آگے پھر گیا جو غلبہ خوف کے وقت پھرا کرتا ہے۔ مگر اب کی دفعہ ان کو سانپ دکھائی نہیں دیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک خوفناک حالت پیدا ہوئی یعنی یہ کہ بعض مسلّح آدمی نیزوں کے ساتھ ان کو دکھائی دیئے کہ گویا وہ ان کے احاطہ کوٹھی کے اندر آ کر بس قریب ہی آ پہنچے ہیں اور قتل کرنے کیلئے مستعد ہیں۔ ہمیں معتمد ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس حملہ کے بعد آتھم صاحب اپنی کوٹھی میں بہت روتے رہے اور کبھی یہ بیان نہیں کیا کہ کسی انسان نے حملہ کیا بلکہ ہر وقت ایک پوشیدہ ہاتھ کا خوف ان کے چہرہ پر نمایاں تھا اور وہ خوف اور بے آرامی بڑھتی گئی اور دل کی غمنا کی اور دھڑکا زیادہ ہوتا گیا یہاں تک کہ قہر زدہ یہودیوں کی طرح پاؤں کے تلوہ نے پھر بے قراری ظاہر کی اور وہ کوٹھی بھی کچھ ڈراؤنی سی معلوم ہوئی اور سچ بھی تھا کہ جس کوٹھی کے احاطہ میں ایسے مسلّح پیادے یا سوار گھس آئے کہ باوجود سخت انتظام اور اہتمام پولیس کے لوگوں کے جو حفاظت کے لئے دن رات وہیں جمے رہتے تھے پکڑے نہ گئے اور نہ ان کا حلیہ دریافت ہو سکا اور نہ یہ پتہ لگا کہ کس راہ سے آئے اور کس راہ سے چلے گئے اس خوفناک کوٹھی میں آتھم صاحب کیونکر رہ سکتے تھے۔“ (ضیاء الحق رُخ جلد 9 صفحہ 266)

لدھیانہ سے بھاگ کر آتھم فیروزپور دوسرے داماد کے پاس چلے گئے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”جب آتھم صاحب لدھیانہ میں بھی آسمانی سلاح پوشوں کا مشاہدہ کر چکے تو اُن کا دل وہاں رہنے سے بھی ٹوٹ گیا اور حق کے رُعب نے ان کو دیوانہ سا بنا دیا تب وہ اپنے دوسرے داماد کی طرف دوڑے جو فیروزپور میں تھا۔ شاید اس سے یہ غرض ہوگی کہ وہ اپنے ان عزیزوں کی آخری ملاقاتیں سمجھتے ہوں گے کہ شاید پوشیدہ رجوع معتبر نہ ہو اور دل میں ٹھان لیا ہوگا کہ اگر میں باوجود اندرونی توبہ اور رجوع کے پھر بھی بچ نہ سکوں تو بارے اپنی لڑکیوں اور عزیزوں کو تو مل لوں۔ بہرحال وہ افتاں خیزاں **فیروزپور** پہنچے ......اور حق سے خائف ہونیکی حالت میں جو جو دہشتیں اور قلق اس شخص پر وارد ہوتا ہے جو یقین رکھتا ہے یا ظن رکھتا ہے کہ شاید عذاب الٰہی نازل ہو جائے یہ سب علامتیں ان میں پائی جاتی تھیں۔ (ضیاء الحق رُخ جلد 9 صفحہ 269)

جب خوف اس جگہ بھی اپنی نہایت کو پہنچا تو **دَوری مرض** کی طرح وہی نظارہ پھر نظر آیا جو لدھیانہ میں نظر آیا تھا مگر اب کی دفعہ وہ کرشمہ قدرت نہایت ہی جلالی تھا جس نے آتھم صاحب کے دل پر بہت ہی کام کیا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ پھر میں نے **فیروزپور** میں دیکھا کہ بعض آدمی تلواروں یا نیزوں کیساتھ آ پڑے۔ غرض معتبر وسائل سے معلوم ہوا ہے کہ اب کی دفعہ ان پر خطرناک خوف طاری ہوا اور خواب میں بھی ڈرتے رہے اور اس عرصہ میں ایک حرف بھی اسلام کے برخلاف منہ سے نہیں نکالا۔“ (ضیاء الحق رُخ جلد 9 صفحہ 270)

اس پر وہ غم کے پہاڑ پڑے جو اس نے اپنی تمام زندگی میں انکی نظیر نہیں دیکھی تھی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَے حق کے طالبو یقیناً سمجھو کہ ہاویہ میں گرنے کی **پیشگوئی پوری** ہوگئی اور اسلام کی **فتح ہوئی** اور عیسائیوں کو ذلت پہنچی۔ ہاں اگر مسٹر عبداللہ آتھم اپنے پر جزع فزع کا اثر نہ ہونے دیتا اور اپنے افعال سے اپنی استقامت دکھاتا اور اپنے مرکز سے جگہ بجگہ بھٹکتا نہ پھرتا اور اپنے دل پر وہم اور خوف اور پریشانی غالب نہ کرتا بلکہ اپنی معمولی خوشی اور استقلال میں ان تمام دنوں کو گزارتا تو بے شک کہہ سکتے تھے کہ وہ ہاویہ میں گرنے سے دُور رہا مگر اب تو اس کی یہ مثال ہوئی کہ قیامت دیدہ ام پیش از قیامت اس پر وہ غم کے پہاڑ پڑے جو اس نے اپنی تمام زندگی میں ان کی نظیر نہیں دیکھی تھی۔ پس کیا یہ سچ نہیں کہ وہ ان تمام دنوں میں درحقیقت ہاویہ میں رہا۔ اگر تم ایک طرف ہماری پیشگوئی کے الہامی الفاظ پڑھو اور ایک طرف اس کے ان مصائب کو جانچو جو اس پر وارد ہوئے تو تمہیں کچھ بھی اس بات میں شک نہیں رہے گا کہ **وہ بے شک ہاویہ میں گرا** ضرور گرا اور اس کے دل پر وہ رنج اور غم اور بدحواسی وارد ہوئی جس کو ہم آگ کے عذاب سے کچھ کم نہیں کہہ سکتے۔ (انوار الاسلام رُخ جلد 9 صفحہ 7)

امرتسر، لدھیانہ اور فیروزپور میں ہونے والے تین حملوں کی حقیقت

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ناظرین! ان تین حملوں کو سرسری نظر سے نہ دیکھیں اور خوب سوچیں کیا فی الحقیقت سچ ہے کہ پہلا نظر آنے والا فی الحقیقت ایک تعلیم یافتہ سانپ تھا جس پر کسی کا سوٹا چل نہ سکا۔ اور وہ پچھلی مرتبوں میں جو نظر آئے وہ جنگ آزمودہ ہماری جماعت کے سپاہی تھے جن کو کسی موقع پر آتھم صاحب پکڑ نہ سکے۔ اور نہ ان کے دامادوں کا ان پر ہاتھ دراز ہو سکا نہ پولس کے نالائق کانسٹیبل ان کے مقابلہ کی جرأت کر سکے۔ پھر عجیب پر عجیب یہ کہ یہ لوگ ناجائز ہتھیاروں کے ساتھ کئی مرتبہ ریل پر سوار ہوئے، بازاروں میں ہو کر نکلے، آتھم صاحب کے احاطہ میں اِدھر اُدھر پھرتے رہے، مگر بجز آتھم صاحب کے کوئی بھی ان کو دیکھ نہ سکا۔ کیا ان تمام قرینوں سے ثابت نہیں ہوتا کہ درحقیقت یہ تمام روحانی نظارہ تھا جس نے آتھم صاحب کے دل کو حق کی طرف رجوع دلایا اور ان کا دل خوف سے

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے!

یقیناً فرشتے عثمانؓ سے اسی طرح حیا کرتے ہیں جیسے وہ فرشتے اللہ اور اس کے رسولؐ سے حیا کرتے ہیں (الحدیث)

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے یہاں تک کہ آپ کی بغل کی سفیدی نظر آنے لگی اور آپؐ نے حضرت عثمانؓ کیلئے دعا کی،

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی اَور کے حق میں ایسی دعا کرتے ہوئے نہ پہلے کبھی سنا اور نہ بعد میں اور وہ دعا یہ تھی،

اَللّٰھُمَّ أَعْطِ عُثْمَانَ، اَللّٰھُمَّ افْعَلْ بِعُثْمَانَ۔ اے اللہ! عثمان کو بہت عطا فرما، اے اللہ! عثمان پر اپنا فضل و کرم نازل فرما

حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے گھر کے محاصرہ کے دوران بیس غلام آزاد کیے

پانچ مرحومین محترم محمد یونس خالد صاحب مربی سلسلہ، مکرم ڈاکٹر نظام الدین بُدھن صاحب آف آئیوری کوسٹ، محترمہ سلمٰی بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر صاحب، مکرمہ کشور تنویر ارشد صاحبہ اہلیہ عبدالباقی ارشد صاحب چیئرمین الشرکۃ الاسلامیہ اور مکرم عبدالرحمٰن حسین محمد خیر صاحب آف سوڈان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

الجزائر اور پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے پیش نظر خصوصی دعاؤں کی مکرر تحریک

چینی ڈیسک کی جدید ویب سائٹ کے اجرا کا اعلان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2/اپریل 2021ء بمطابق 2/شہادت 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ۔

گزشتہ خطبہ سے پہلے حضرت عثمانؓ کا ذکر چل رہا تھا۔ آج بھی وہی ذکر ہو گا۔ حضرت عثمانؓ میں عفت اور حیا بہت زیادہ تھی۔ اس بارے میں ایک روایت ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔ اللہ کے دین میں ان سب سے زیادہ مضبوط عمرؓ ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ حقیقی حیا والے عثمانؓ ہیں۔ ان میں سے سب سے عمدہ فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالبؓ ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کو جاننے والے اُبَی بن کعبؓ ہیں اور ان میں سے سب سے زیادہ حلال و حرام کو جاننے والے مُعاذ بن جبلؓ ہیں اور ان میں سے سب سے زیادہ فرائض کو جاننے والے زید بن ثابتؓ ہیں۔ سنو ہر اُمّت کیلئے ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعُبیدہ بن جرّاحؓ ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، افتتاح الکتاب باب فضائل زید بن ثابت، حدیث 154)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکرؓ ہیں اور اللہ کے احکام کی تعمیل و تنفیذ میں ان میں سب سے زیادہ مضبوط عمرؓ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ حیا کرنے والے عثمانؓ ہیں۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب مناقب معاذ بن جبل حدیث 3790)

حضرت عثمان بن عفانؓ فرماتے ہیں کہ نہ میں نے کبھی لاپروائی کی اور نہ میں نے کبھی تمنا کی۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ وسننہا باب کراہۃ مس الذکر بالیمین والاستنجاء بالیمین حدیث نمبر 311) یعنی خلافت کی یا کسی بھی عہدے کی یا جھوٹی تمنا نہیں کی۔

حضرت عائشہؓ آپؓ کی حیا کے بارے میں روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں اپنی رانوں یا پنڈلیوں سے کپڑا ہٹائے ہوئے لیٹے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اجازت مانگی تو آپؐ نے اسی حالت میں انہیں اجازت دی۔ پھر آپؐ باتیں کرنے لگے۔ پھر حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی تو آپؐ نے اسی حالت میں انہیں بھی اجازت دے دی۔ پھر بھی آپؐ باتیں کرتے رہے۔ پھر جب حضرت عثمانؓ نے اجازت مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو ٹھیک کیا۔ محمد جو راوی ہیں کہتے ہیں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ سب ایک دن میں ہوا۔ مختلف وقتوں کی باتیں ہو سکتی ہیں۔ وہ آئے باتیں کیں اور جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ ابوبکرؓ آئے لیکن ان کیلئے آپؐ نے کوئی خاص خیال نہ کیا۔ پھر عمرؓ آئے تو ان کیلئے بھی آپؐ نے کوئی خاص خیال نہ کیا۔ لیکن جب عثمانؓ اندر آئے تو آپؐ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے ٹھیک کرنے لگے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کیا مَیں اس شخص کا لحاظ نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں! ایک دوسری جگہ اس روایت کو بیان کرتے ہوئے یہ بات لکھی ہے کہ جب حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ صرف حضرت عثمانؓ کے لیے آپؐ نے یہ ایسا خاص اہتمام کیوں کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں اس سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! یقیناً فرشتے عثمانؓ سے اسی طرح حیا کرتے ہیں جیسے وہ فرشتے اللہ اور اس کے رسولؐ سے حیا کرتے ہیں۔ اگر عثمانؓ اندر آتے اور تُو میرے قریب ہی ہوتی تو ان میں اتنی حیا ہے کہ وہ واپس جانے تک نہ ہی اپنا سر اوپر اٹھاتے یعنی نظر اوپر بھی نہ اٹھاتے اور نہ ہی کوئی بات کرتے۔ (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم باب من فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، روایت 6209) (مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ 59-60، کتاب المناقب باب فی حیاۂ حدیث نمبر 14504، دارالکتب العلمیۃ بیروت، 2001ء)

حضرت عثمانؓ کا یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔ یہ واقعہ آپؓ نے اللہ تعالیٰ کی صفت کریم کے بیان میں بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ کریم سے شرم کی جاتی ہے۔ کریم جو صفت ہے جس میں ہو اُس سے شرم کی جاتی ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں لیٹے ہوئے تھے اور آپؐ کی ٹانگوں کا کچھ حصہ ننگا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ آئے اور بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمرؓ آئے اور بیٹھ گئے مگر آپؐ نے کوئی پروا نہ کی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ حضرت عثمانؓ نے دستک دے دی۔ آپؐ فوراً اٹھ بیٹھے اور اپنی ٹانگوں کو کپڑے سے ڈھانک لیا اور فرمایا عثمانؓ بہت شرمیلا ہے۔ اس کے سامنے ٹانگ کا کچھ حصہ ننگا رکھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ ہیں (پہلے بیان بھی ہوئے ہیں) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹایا ہوا تھا۔ اسی حالت میں ابوبکرؓ نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپؐ اسی طرح لیٹے رہے اور آپؐ نے اجازت دے دی، ان سے گفتگو فرماتے رہے۔ پھر عمرؓ آئے۔ انہوں نے اجازت طلب کی۔ آپؐ نے اجازت دے دی اور اسی طرح لیٹے رہے۔ (لیٹے ہوئے تھے یا بیٹھے ہوئے تھے۔) پھر تھوڑی دیر بعد عثمانؓ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور کپڑے کو درست کر لیا اور ان کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ جب سب چلے گئے تو حضرت عائشہؓ نے نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ! ابوبکرؓ آئے اور عمرؓ آئے تو آپؐ نے ان کی آمد پر خاص پروانہ کی اور اسی طرح لیٹے رہے جیسے لیٹے تھے لیکن عثمانؓ کی آمد پر آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور کپڑے ٹھیک کر لیے۔ آپؐ نے جواب دیا اے عائشہؓ! کیا میں اس سے شرم نہ کروں جس سے فرشتے بھی شرم کرتے ہیں۔

تو دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کی شرم کا لحاظ کیا کہ وہ لوگوں سے شرماتے تھے۔ آپؐ ان سے شرمائے یعنی حضرت عثمانؓ لوگوں سے شرماتے تھے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے شرمائے۔ اس واقعہ کو بیان کر کے آپؓ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کریم ہونے سے لوگوں کو گناہوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ حیا کرنی چاہیے اس کی بات ماننی چاہیے۔ نہ یہ کہ گناہوں پر جرأت پیدا ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے کرم کر دے گا۔ ہمارے گناہوں کے باوجود ہم پر کرم کر دے گا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ اس بات کو سامنے رکھنا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی صفت کریم ہے تو پھر بندے کو بھی حیا کرنی چاہیے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 259)

تواضع اور سادگی کے بارے میں آتا ہے۔ عبداللہ رومی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ رات کے وضو کا خود انتظام کرتے تھے۔ آپؓ سے عرض کی گئی کہ اگر آپؓ کسی خادم کو حکم دیں تو وہ آپؓ کے لیے انتظام کر دیا کرے۔ اس پر آپؓ نے فرمایا: نہیں، رات تو ان لوگوں کی ہے جس میں یہ آرام کرتے ہیں۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ 33، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت، 1996ء)

یعنی کہ کام کرنے والے خدمت گزاروں کو رات کو آرام کرنے کے لیے وقت دینا چاہیے۔

علقمہ بن وقاص بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاصؓ نے حضرت عثمانؓ سے عرض کیا جبکہ آپؓ منبر پر تھے کہ اے عثمانؓ! آپؓ نے اس امّت کو ایک بہت ہی مشکل معاملے میں ڈال دیا۔ آپؓ نے خطاب فرمایا۔ کچھ باتیں کیں، کچھ تنبیہ کی امّت کو۔ پس آپؓ توبہ کریں اور وہ بھی آپؓ کے ساتھ توبہ کریں۔ اللہ کا بڑا خوف دلایا تھا تو اس پر ایک صحابی نے یہ عرض کر دی۔ راوی کہتے ہیں اس پر آپؓ نے اسی وقت اپنا چہرہ قبلہ رخ کیا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ کہ اے اللہ! یقیناً میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف جھکتا ہوں۔ اور اس موقع پر موجود لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ 39، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت، 1996ء) یہ اللہ تعالیٰ سے خوف اور خشیت اور آپؓ کی عاجزی کا مقام ہے کہ فوراً دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیے۔ کسی بحث میں نہیں پڑے۔ اپنے لیے دعا کی، امّت کے لیے دعا کی۔

سخاوت اور فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ کے بارے میں روایات ملتی ہیں۔ حضرت عثمانؓ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے دس چیزیں اپنے رب کے حضور چھپا کے رکھی ہوئی ہیں۔ میں سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے چوتھا شخص ہوں۔ نہ میں نے کبھی لہو ولعب والے گانے سنے اور نہ کبھی جھوٹی بات کی ہے اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے تب سے میں نے اپنی شرمگاہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہیں چھوا اور اسلام قبول کرنے کے بعد مجھ پر کوئی جمعہ ایسا نہیں گزرا جس میں مَیں نے کوئی گردن آزاد نہ کی ہو ماسوائے اس جمعہ کے کہ جس میں میرے پاس آزاد کرنے کے لیے کوئی غلام نہ ہو۔ اس صورت میں مَیں جمعہ کے علاوہ کسی اَور دن میں غلام آزاد کر دیتا تھا اور میں نے نہ زمانہ جاہلیت میں زنا کیا اور نہ ہی اسلام میں۔

(مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ 65، کتاب المناقب باب فیما کان فیہ من الخیر حدیث نمبر 14525 دارالکتب العلمیۃ بیروت، 2001ء)

حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے گھر کے محاصرہ کے دوران بیس غلام آزاد کیے۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر جلد 3، صفحہ 489، عثمان بن عفان، دارالفکر بیروت، 2003ء)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھے کہ لوگوں کو بھوک کی تکلیف آ پہنچی یہاں تک کہ میں نے مسلمانوں کے چہروں پر پریشانی اور منافقین کے چہروں پر خوشی کے آثار دیکھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیفیت دیکھی تو آپؐ نے فرمایا اللہ کی قسم! سورج غروب نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے رزق کے سامان فرما دے گا۔ حضرت عثمانؓ کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپؓ نے فرمایا: اللہ اور اس کا رسول بالکل سچ فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپؓ نے چودہ اونٹ غلّہ سمیت خریدے اور ان میں سے نو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجوا دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ حضرت عثمانؓ نے یہ آپؐ کی طرف ہدیۃً ارسال کیے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر خوشی اور مسرت پھیل گئی اور منافقوں کے چہروں پر بے چینی اور پریشانی چھا گئی۔ تب میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے یہاں تک کہ آپ کی بغل کی سفیدی نظر آنے لگی اور آپؐ نے حضرت عثمانؓ کے لیے دعا کی۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی اَور کے حق میں ایسی دعا کرتے ہوئے نہ پہلے کبھی سنا اور نہ بعد میں، اور وہ دعا یہ تھی اَللّٰھُمَّ أَعْطِ عُثْمَانَ، اَللّٰھُمَّ افْعَلْ بِعُثْمَانَ۔ اے اللہ! عثمان کو بہت عطا فرما۔ اے اللہ! عثمان پر اپنا فضل و کرم نازل فرما۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو آپؐ نے گوشت دیکھ کر فرمایا یہ کس نے بھیجا ہے؟ مَیں نے عرض کیا حضرت عثمانؓ نے۔ آپؓ کہتی ہیں کہ اس پر مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر عثمان کے لیے دعا کرتے دیکھا۔

(مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ 64، کتاب المناقب باب اعانتہ فی جیش العسرۃ وغیرہ حدیث 14520، 14523 دارالکتب العلمیۃ بیروت، 2001ء)

محمد بن ہلال اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی دادی حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں جبکہ آپؓ گھر میں محصور کر دیے گئے تھے۔ وہ بتاتے ہیں کہ ان کی دادی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ہلال رکھا گیا۔ جب ایک روز حضرت عثمانؓ نے انہیں موجود نہ پایا تو پوچھنے پر آپؓ کو معلوم ہوا کہ آج رات ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ میری دادی کہتی ہیں کہ اس پر حضرت عثمانؓ نے میری طرف پچاس درہم اور ایک بڑی چادر میں سے ٹکڑا بھجوایا اور فرمایا تیرے بیٹے کا وظیفہ ہے اور یہ اس کے پہننے کے لیے کپڑا ہے۔ جب اس کی عمر ایک سال ہو جائے گی تو ہم اس کا وظیفہ بڑھا کر سو درہم کر دیں گے۔ (البدایۃ والنہایۃ لابن اثیر جلد 4 جزء 7 صفحہ 206 سنۃ 35 ہجری، فصل فی ذکر شیء من سیرتہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

ابن سعید بن یَرْبُوع بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار دوپہر کے وقت گھر سے نکلا جبکہ میں بچہ تھا۔ میرے پاس ایک پرندہ تھا جسے میں مسجد میں اڑا رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک خوبصورت چہرے والے بزرگ لیٹے ہوئے ہیں۔ ان کے سر کے نیچے اینٹ یا اینٹ کا کوئی ٹکڑا تھا۔ تکیہ کی جگہ اینٹ رکھی ہوئی تھی۔ میں کھڑا ہو کر ان کی خوبصورتی کو تعجب سے دیکھنے لگا۔ انہوں نے اپنی آنکھیں کھول کر مجھ سے پوچھا۔ اے بچے تم کون ہو؟ میں نے اپنے متعلق بتایا تو انہوں نے قریب ہی سوئے ہوئے ایک لڑکے کو آواز دی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر انہوں نے مجھے کہا کہ اسے بلا کر لاؤ۔ چنانچہ میں اسے بلا لایا۔ اس بزرگ نے اسے کچھ لانے کا حکم دیا اور مجھے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر وہ لڑکا چلا گیا اور ایک پوشاک اور ایک ہزار درہم لے کر آیا۔ انہوں نے میرا لباس اتروایا اور اس کی جگہ مجھے وہ پوشاک پہنا دی اور وہ ایک ہزار درہم اس پوشاک میں ڈال دیے۔ جب میں اپنے والد کے پاس پہنچا تو انہیں یہ سب کچھ بتایا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے! کیا تجھے علم ہے کہ کس نے تیرے ساتھ ایسا سلوک کیا؟ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم سوائے اس کے کہ وہ کوئی ایسا شخص تھا جو مسجد میں سو رہا تھا اور اس سے بڑھ کر حسین میں نے کبھی زندگی میں کسی کو نہیں دیکھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں۔ (البدایۃ النہایۃ لابن اثیر جلد 4 جزء 7 صفحہ 206-207 سنۃ 35 ہجری دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

ابن جریر روایت کرتے ہیں کہ حضرت طلحہ حضرت عثمانؓ سے اس وقت ملے جبکہ آپ مسجد کی طرف جا رہے تھے۔ حضرت طلحہ نے کہا آپؓ کے پچاس ہزار درہم جو میرے ذمہ تھے وہ اب میسر آ گئے ہیں۔ آپ انہیں وصول کرنے کے لیے کسی شخص کو میری طرف بھیج دیں۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے ان سے فرمایا کہ آپ کی مروت کی وجہ سے وہ ہم نے آپ کو ھبہ کر دیے ہیں۔ وہ نہیں لینے۔

اَصْمَعِی کہتے ہیں کہ ابن عامر نے قَطَن بن عَوف ہِلَالِی کو کِرمان کے علاقے پر گورنر بنایا۔ وہ چار ہزار مسلمانوں کا لشکر لے کر نکلا۔ راستے میں ایک وادی بارش کے پانی کی وجہ سے بہ پڑی جس کی وجہ سے ان کا راستہ بند ہو گیا اور قَطَن کو بروقت نہ پہنچنے کا اندیشہ لاحق ہوا تو اس نے اعلان کیا کہ جو شخص اس وادی کو عبور کرے گا اس کے لیے ایک ہزار درہم بطور انعام ہوگا۔ اس پر لوگ تیر کر پار کرنے لگے۔ جب بھی کوئی شخص وادی کو پار کر لیتا تو قَطَن کہتے اسے اس کا جائزہ یعنی انعام دو۔ یہاں تک کہ سارے لشکر نے وادی پار کر لی اور یوں ان سب کو چالیس لاکھ درہم دیے گئے مگر گورنر ابن عامر نے قَطَن کو یہ رقم دینے سے انکار کر دیا اور یہ بات حضرت عثمانؓ کی خدمت میں تحریر کی۔ اس پر آپؓ نے، حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ یہ رقم قَطَن کو دے دو کیونکہ اس نے تو اللہ کے راستے میں مسلمانوں کی مدد کی ہے۔ پس اس وادی کو عبور کرنے کی وجہ سے اس دن سے انعام میں دی جانے والی رقم کا نام جوائز پڑ گیا۔ جو جائزہ کی جمع ہے۔ (البدایۃ النہایۃ لابن اثیر جلد 4 جزء 7 صفحہ 208 سنۃ 35 ہجری دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت عثمانؓ سے، ایک دفعہ جب بیمار ہوئے تھے تو خلیفہ مقرر کرنے کی درخواست بھی کی گئی۔ اس واقعہ کو ہشام نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ مَرْوَان بن حَکَم نے مجھے بتایا کہ جس سال نکسیر کی بیماری پھیلی حضرت عثمان بن عفانؓ کو بھی سخت نکسیر ہوئی۔ ناک میں سے خون آنے لگا یہاں تک کہ اس بیماری نے ان کو حج سے روک دیا اور انہوں نے وصیت کر دی تو اس وقت قریش میں سے ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں۔ آپؓ کی ایسی حالت ہو رہی ہے کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا کیا لوگوں نے یہ بات کہی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عثمانؓ نے پھر پوچھا کہ کس کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں؟ وہ خاموش رہا۔ اتنے میں ایک اَور شخص ان کے پاس آیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ حارث تھا۔ کہنے لگا کہ خلیفہ مقرر کر دیں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کیا لوگوں نے یہ کہا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضرت عثمانؓ نے پوچھا وہ کون ہے جو خلیفہ ہوگا؟ وہ خاموش رہا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا شاید وہ کہتے ہیں زبیر کو۔ اس نے کہا ہاں۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ اس ذات کی قَسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جہاں تک مجھے علم ہے وہ ان میں سے یقیناً بہتر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان سب سے زیادہ پیارا تھا۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی باب مناقب الزبیر بن العوام حدیث 3717)

آپ کو کتابتِ وحی کا بھی موقع ملا۔ایک روایت میں ہے کہ سورۂ مزمل کے نزول کے موقع پر حضرت عثمانؓ کو کتابتِ وحی کی سعادت ملی۔ام کلثوم بن ثُمامہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ ہم آپؓ سے حضرت عثمانؓ کے بارے میں پوچھتے ہیں کیونکہ لوگ ان کے بارے میں ہم سے بکثرت پوچھ رہے ہیں۔اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس گھر میں ایک شدید گرم رات میں دیکھا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرئیل وحی نازل کر رہے تھے۔جب آپؐ پر نزولِ وحی ہوتا تو آپؐ پر بہت شدید بوجھ نازل ہو جاتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔اِنَّا سَنُلۡقِیۡ عَلَیۡکَ قَوۡلًا ثَقِیۡلًا (المزمل:6) کہ یقیناً ہم تجھ پر ایک بھاری فرمان اتاریں گے۔حضرت عثمانؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھے لکھتے جا رہے تھے اور آپؐ فرما رہے تھے کہ اے عثمانؓ! لکھ۔حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا قرب کسی نہایت معزز و مکرم شخص کو ہی عطا فرماتا ہے۔(کنز العمال جلد 7 جزء 13 صفحہ 23 کتاب الفضائل فضائل الصحابہ، حدیث 36217 دار الکتب العلمیة بیروت 2004ء)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں قرآن کریم کے تحریری صحیفے جمع ہوئے جو انہوں نے اپنے پاس رکھے۔پھر حضرت عمرؓ کے پاس وہ صحیفے رہے۔اس کے بعد حضرت حفصہ بنت عمرؓ کے پاس رہے۔جب حضرت عثمانؓ کی خلافت کا دور آیا تو آپؓ کے پاس یہ نسخے پہنچنے کی روایت اس طرح ملتی ہے۔حضرت حُذَیفہ بن یَمان بیان کرتے ہیں کہ وہ اہلِ عراق کے ساتھ مل کر فتح آرمینیا اور آذربائیجان کے لیے اہل شام سے جنگ کر رہے تھے اور وہاں سے لَوٹ کر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت حُذَیفہؓ کو ان علاقوں کے لوگوں کی قرآن کریم کی قراءت میں اختلاف کی وجہ سے خوف لاحق ہوا۔آپؓ نے حضرت عثمانؓ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! اس امّت کو سنبھالیں قبل اس کے کہ وہ کتاب اللہ کے بارے میں یہود و نصاریٰ کی مانند اختلاف کرنے لگ جائیں۔اس پر حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ قرآن کریم کے تحریری صحیفے ہمیں بھیج دیں تاکہ ہم ان کے نسخے تیار کریں۔اس کے بعد وہ صحیفے آپ کو واپس لوٹا دیں گے۔چنانچہ حضرت حفصہؓ نے وہ صحیفے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بھجوا دیے۔اس پر حضرت عثمانؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت سعید بن عاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشامؓ کو حکم دیا کہ وہ ان کی نقول تیار کریں۔حضرت عثمانؓ نے مؤخر الذکر تینوں صحابہ کو جو قریش سے تھے کہا کہ جب تمہارا اور زیدؓ کا قرآن کے کسی ٹکڑے کے متعلق اختلاف ہو تو اسے قریش کی زبان میں تحریر کرو کیونکہ قرآن کریم قریش کی زبان میں اترا ہے۔چنانچہ ان اصحاب نے یہ کام کیا۔جب نقول تیار ہو گئیں تو اصلی صحیفے حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کو واپس بھجوا دیے اور نئے تیار شدہ نسخے مختلف ممالک میں بھجوا کر حکم دیا کہ اس کے علاوہ جو بھی دیگر نسخے ہوں وہ جلا کر تلف کر دیے جائیں۔

(صحیح البخاری فضائل القرآن باب جمع القرآن حدیث 4986،4987)

علامہ اِبنُ التِّین کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ کے جمع قرآن کے واقعہ کا فرق یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے قرآن کو اس خوف سے جمع کیا کہ کہیں حفاظ قرآن کے وفات پا جانے کی وجہ سے قرآن کا کچھ حصہ ضائع نہ ہو جائے کیونکہ قرآن یکجا جمع نہیں کیا گیا تھا۔لہٰذا آپ نے قرآن کریم کو اس کی آیات کی اس ترتیب کے مطابق جمع کیا جس ترتیب کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرآن کریم حفظ کروایا تھا جبکہ حضرت عثمانؓ کے جمع قرآن کا واقعہ یہ ہے کہ جب قراءت میں بہت زیادہ اختلاف ہونے لگا یہاں کے لوگوں نے اپنے لہجہ اور لغات کے مطابق قرآن پڑھنا شروع کر دیا حتی کہ ایک دوسرے کی قراءت کو غلط قرار دینے لگے تو آپؓ ڈرے کہ کہیں یہ معاملہ سنگین صورت نہ اختیار کر جائے۔چنانچہ آپؓ نے ان صحائف کو جو حضرت ابوبکرؓ نے تیار کروائے تھے ایک مُصحَف میں سورتوں کی ترتیب کے ساتھ جمع کر دیا اور صرف قریش کی لغت کو ملحوظ رکھا اور یہ دلیل دی کہ قرآن کا نزول قریش کی لغت میں ہوا ہے۔اگرچہ ابتدا میں آسانی کی خاطر دوسری لغات کے مطابق قرآن کی تلاوت کی اجازت دی گئی تھی مگر جب آپؓ نے دیکھا کہ اب ایسا کرنے کی حاجت نہیں رہی تو آپؓ نے ایک ہی لغت کی قراءت پر اکتفا کا ارشاد فرمایا۔علامہ قرطبی فرماتے ہیں اگر یہ سوال کیا جائے کہ حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو اپنے والے مصحف پر جمع کرنے کی زحمت کیوں اٹھائی جبکہ آپؓ سے قبل حضرت ابوبکرؓ اس کام کو کر چکے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے جو کیا اس کا مقصد مصحف کی تدوین پر لوگوں کو جمع کرنا نہ تھا۔کیا آپ دیکھتے نہیں کہ حضرت عثمانؓ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کو کہلا بھیجا کہ آپؓ قرآنی صحیفے ہمیں بھیج دیں ہم ان کی کاپیاں بنا کر اصل صحیفے آپؓ کو واپس کر دیں گے۔حضرت عثمانؓ نے یہ قدم صرف اس لیے اٹھایا کہ قراءت قرآن کے بارے میں لوگ اختلاف کرنے لگے تھے۔کیونکہ صحابہ مختلف شہروں میں منتشر ہو چکے تھے اور اختلافِ قراءت کی صورتحال سنگین ہو چکی تھی اور اہل شام و عراق کے درمیان اختلاف نے وہ شکل اختیار کر لی تھی جس کو حضرت حذیفہؓ نے بیان کیا ہے۔(سیرة امیر المؤمنین عثمان بن عفان از علی محمد الصلابی صفحہ 231-232، دار المعرفہ بیروت لبنان 2006)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ الاعلیٰ کی آیت سَنُقۡرِئُکَ فَلَا تَنۡسٰۤی کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ ہم تمہیں وہ کلام سکھائیں گے جسے قیامت تک تم نہیں بھولو گے بلکہ یہ کلام اسی طرح محفوظ رہے گا جس طرح اس وقت ہے۔چنانچہ اس دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ اسلام کے اشد ترین معاند بھی آج کھلے بندوں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کریم اسی شکل وصورت میں محفوظ ہے جس شکل وصورت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیش فرمایا تھا۔نولڈکے(Theodor Noldeke)، سپرنگر (Springer) اور ولیم میور(William Muir) سب نے اپنی کتابوں میں تسلیم کیا ہے کہ قطعی اور یقینی طور پر ہم سوائے قرآن کریم کے اَور کسی کتاب کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے کہ جس شکل میں بانیٔ سلسلہ نے وہ کتاب پیش کی تھی اسی شکل میں وہ دنیا کے سامنے موجود ہے۔صرف قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کے متعلق حتمی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ جس شکل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو یہ کتاب دی تھی اسی شکل میں اب بھی محفوظ ہے۔وہ لوگ چونکہ اس بات کے قائل نہیں کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ نے نازل کیا ہے بلکہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کتاب خود بنائی ہے اس لیے وہ یہ تو نہیں کہتے کہ جس شکل میں یہ کتاب نازل ہوئی تھی اسی شکل میں محفوظ ہے مگر وہ یہ ضرور کہتے ہیں کہ جس شکل میں محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ کتاب پیش کی تھی اسی شکل میں یہ کتاب اب تک دنیا میں پائی جاتی ہے۔چنانچہ سر ولیم میور اپنی کتاب ’دی کران‘ (القرآن) میں لکھتے ہیں۔”یہ تمام ثبوت دل کو پوری تسلی دلا دیتے ہیں کہ وہ قرآن جسے ہم آج پڑھتے ہیں لفظاً لفظاً وہی ہے جسے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لوگوں کو پڑھ کر سنایا تھا۔“

پھر سر ولیم میور اپنی کتاب ”لائف آف محمدؐ“ میں لکھتے ہیں کہ ”اب جو قرآن ہمارے ہاتھوں میں ہے گو یہ بالکل ممکن ہے کہ محمد (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) نے اپنے زمانہ میں اسے خود بنایا ہو اور بعض دفعہ اس میں خود ہی بعض تبدیلیاں بھی کر دی ہوں مگر اس میں شبہ نہیں کہ یہ وہی قرآن ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں دیا تھا۔“ اسی طرح سے لکھتے ہیں کہ ”ہم نہایت مضبوط قیاسات کی بنیاد پر کہہ سکتے ہیں کہ ہر ایک آیت جو قرآن میں ہے وہ اصلی ہے۔اور محمدؐ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی غیر محرف تصنیف ہے۔“

پھر نولڈکے جرمن مستشرق لکھتا ہے کہ ”ممکن ہے کہ تحریر کی کوئی معمولی غلطیاں (یعنی طرزِ تحریر کی) ہوں تو ہوں لیکن جو قرآن عثمانؓ نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اس کا مضمون وہی ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیش کیا تھا۔گو اس کی ترتیب عجیب ہے۔یورپین علماء کی یہ کوششیں کہ وہ ثابت کریں کہ قرآن میں بعد کے زمانہ میں بھی کوئی تبدیلی ہوئی بالکل ناکام ثابت ہوئی ہیں۔

الغرض یورپین مصنفین نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ جہاں تک قرآن کی ظاہری حفاظت کا سوال ہے اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جا سکتا۔بلکہ لفظاً لفظاً اور حرفاً حرفاً یہ وہی کتاب ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو پڑھ کر سنائی۔“ (تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 421-422)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بیان فرماتے ہیں کہ ”لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جامع القرآن بتلاتے ہیں۔یہ بات غلط ہے۔صرف عثمانؓ کے لفظ کے ساتھ قافیہ ملایا ہے۔ہاں شائع کنندہ قرآن اگر کہیں تو کسی حد تک بجا ہے۔آپ کی خلافت کے زمانہ میں اسلام دور دور تک پھیل گیا تھا اس لئے آپ نے چند نسخہ نقل کرا کر مکہ، مدینہ، شام، بصرہ، کوفہ اور بلاد میں بھجوا دیئے تھے اور جمع تو اللہ تعالیٰ کی پسند کی ہوئی ترتیب کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے فرمایا تھا اور اسی پسندیدہ ترتیب کے ساتھ ہم تک پہنچایا گیا ہے۔ہاں اس کا پڑھنا اور جمع کرنا ہم سب کے ذمہ ہے۔“ (حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 272)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ”حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کہ جب بجائے اس کے کہ مکہ والے مکہ میں رہتے، مدینہ والے مدینہ میں رہتے، نجد والے نجد میں رہتے، طائف والے طائف میں رہتے، یمن والے یمن میں رہتے اور وہ ایک دوسرے کی زبان اور محاورات سے ناواقف ہوتے۔مدینہ دارالحکومت بن گیا تو تمام قومیں ایک ہو گئیں کیونکہ اس وقت مدینہ والے حاکم تھے جن میں ایک بڑا طبقہ مہاجرین مکہ کا تھا اور خود اہل مدینہ بھی اہل مکہ کی صحبت میں حجازی عربی سیکھ چکے تھے۔پس چونکہ قانون کا نفاذ ان کی طرف سے ہوتا تھا۔مال ان کے قبضہ میں تھا“ یعنی حکومت جن کے پاس تھی۔”اور دنیا کی نگاہیں انہی کی طرف اٹھتی ہیں۔اس وقت طائف کے بھی اور نجد کے بھی اور مکہ کے بھی اور یمن کے بھی اور دوسرے علاقوں کے بھی اکثر لوگ مدینہ میں آتے جاتے تھے اور مدینہ کے مہاجر و انصار سے ملتے اور دین سیکھتے تھے اور اسی طرح سب ملک کی علمی زبان ایک ہوتی جاتی تھی۔پھر کچھ ان لوگوں میں سے مدینہ میں ہی آ کر بس گئے تھے۔ان کی زبان تو گویا بالکل ہی حجازی ہو گئی تھی۔یہ لوگ جب اپنے وطنوں کو جاتے ہوں گے تو چونکہ یہ علماء اور استاد ہوتے تھے یقیناً ان کے علاقہ پر ان کے جانے کی وجہ سے بھی ضرور اثر پڑتا تھا۔علاوہ ازیں جنگوں کی وجہ سے عرب کے مختلف قبائل کو اکٹھا رہنے کا موقعہ ملتا تھا اور افسر چونکہ اکابر صحابہؓ ہوتے تھے ان کی صحبت اور ان کی نقل کی طبعی خواہش بھی زبان میں یک رنگی پیدا کرتی تھی۔پس گو ابتدا میں تو لوگوں کو قرآن کریم کی زبان سمجھنے میں دقتیں پیش آتی ہوں گی مگر مدینہ کے دارالحکومت بننے کے بعد جب تمام عرب کا مرکز مدینہ منورہ بن گیا اور قبائل اور اقوام نے بار بار وہاں آنا شروع کر دیا تو پھر اس اختلاف کا کوئی امکان نہ رہا۔کیونکہ اس وقت تمام علمی مذاق کے لوگ قرآنی زبان سے پوری طرح واقف ہو چکے تھے۔چنانچہ جب لوگ اچھی طرح واقف ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ آئندہ صرف حجازی قراءت پڑھی جائے۔اور کوئی قراءت پڑھنے کی اجازت نہیں۔آپؓ کے اس حکم کا مطلب یہی تھا کہ اب لوگ حجازی زبان کو عام طور پر جاننے لگ گئے ہیں اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ انہیں حجازی عربی کے

الفاظ کا بدل استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔

حضرت عثمانؓ کے اس حکم کی وجہ سے ہی شیعہ لوگ جو سنیوں کے مخالف ہیں کہا کرتے ہیں کہ موجودہ قرآن بیاضِ عثمانی ہے حالانکہ یہ اعتراض بالکل غلط ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک عربوں کے میل جول پر ایک لمبا عرصہ گذر چکا تھا اور وہ آپس کے میل جول کی وجہ سے ایک دوسرے کی زبانوں کے فرق سے پوری طرح آگاہ ہو چکے تھے۔ اس وقت اس بات کی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ قراءتوں میں بھی لوگوں کو قرآن کریم پڑھنے کی اجازت دی جاتی۔ یہ اجازت محض وقتی طور پر تھی اور اس ضرورت کے ماتحت تھی کہ ابتدائی زمانہ تھا، قومیں متفرق تھیں اور زبان کے معمولی معمولی فرق کی وجہ سے الفاظ کے معانی بھی تبدیل ہو جاتے تھے۔ اس نقص کی وجہ سے عارضی طور پر بعض الفاظ کو جو ان قبائل میں رائج تھے اصل وحی کے بدل کے طور پر خدا تعالیٰ کی وحی کے مطابق پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی تا کہ قرآن کریم کے احکام کے سمجھنے اور اس کی تعلیم سے روشناس ہونے میں کسی قسم کی روک حائل نہ ہو اور ہر زبان والا اپنی زبان کے محاورات میں اس کے احکام کو سمجھ سکے اور اپنے لہجہ کے مطابق پڑھ سکے۔ جب بیس سال کا عرصہ اس اجازت پر گزر گیا۔ زمانہ ایک نئی شکل اختیار کر گیا۔ قومیں ایک نیا رنگ اختیار کر گئیں۔ وہ عرب جو متفرق قبائل پر مشتمل تھا ایک زبردست قوم بلکہ ایک زبردست حکومت بن گیا۔ آئین ملک کا نفاذ اور نظام تعلیم کا اجرا ان کے ہاتھ میں آ گیا۔ مناصب کی تقسیم ان کے اختیار میں آ گئی۔ حدود اور قصاص کے احکام کا اجرا انہوں نے شروع کر دیا تو اس کے بعد اصلی قرآنی زبان کے سمجھنے میں لوگوں کو کوئی دِقّت نہ رہی اور جب یہ حالت پیدا ہو گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اس عارضی اجازت کو جو محض وقتی حالات کے ماتحت دی گئی تھی منسوخ کر دیا اور یہی اللہ تعالیٰ کا منشا تھا مگر شیعہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا قصور اگر قرار دیتے ہیں تو یہی کہ انہوں نے مختلف قراءتوں کو مٹا کر ایک قراءت جاری کر دی۔ حالانکہ اگر وہ غور کرتے تو آسانی سے سمجھ سکتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے مختلف قراتوں میں قرآن کریم پڑھنے کی اجازت اسلام کے دوسرے دَور میں دی ہے، ابتدائی دور میں نہیں دی۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم کا نزول گو حجازی زبان میں ہوا ہے مگر قراءتوں میں فرق دوسرے قبائل کے اسلام لانے پر ہوا۔ چونکہ بعض دفعہ ایک قبیلہ اپنی زبان کے لحاظ سے دوسرے قبیلہ سے کچھ فرق رکھتا تھا اور یا تو وہ تلفظ صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتا تھا یا ان الفاظ کا معنوں کے لحاظ سے فرق ہو جاتا تھا۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے منشا کے ماتحت بعض اختلافی الفاظ کے لہجہ کے بدلنے یا اس کی جگہ دوسرا لفظ رکھنے کی اجازت دے دی۔ مگر اس کا آیات کے معانی یا ان کے مفہوم پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا بلکہ اگر یہ اجازت نہ دی جاتی تو فرق پڑتا۔ چنانچہ اس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سورت عبداللہ بن مسعود کو اور طرح پڑھائی اور حضرت عمرؓ کو اَور طرح پڑھائی کیونکہ حضرت عمرؓ خالص شہری تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ گڈریا تھے اور اس وجہ سے بدوی لوگوں سے ان کا تعلق زیادہ تھا۔ پس دونوں زبانوں میں بہت بڑا فرق تھا۔ ایک دن عبداللہ بن مسعودؓ قرآن کریم کی وہی سورت پڑھ رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پاس سے گزرے اور انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ کو کسی قدر فرق سے اس سورہ کی تلاوت کرتے سنا۔ انہیں بڑا تعجب آیا کہ یہ کیا بات ہے کہ الفاظ کچھ اَور ہیں اور یہ کچھ اَور طرح پڑھ رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے گلے میں پٹکا ڈالا اور کہا چلو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میں ابھی تمہارا معاملہ پیش کرتا ہوں۔ تم سورت کے بعض الفاظ اَور طرح پڑھ رہے ہو اور اصل سورت اَور طرح ہے۔ غرض وہ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! آپؐ نے یہ سورت مجھے اَور طرح پڑھائی تھی اور عبداللہ بن مسعودؓ اور طرح پڑھ رہے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے فرمایا تم یہ سورت کس طرح پڑھ رہے تھے؟ وہ ڈرے اور کانپنے لگ گئے کہ کہیں مجھ سے غلطی نہ ہو گئی ہو مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈرو نہیں، پڑھو۔ انہوں نے پڑھ کر سنائی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بالکل ٹھیک ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ نے تو مجھے اَور طرح پڑھائی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: وہ بھی ٹھیک ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: قرآن کریم سات قراءتوں میں نازل کیا گیا ہے تم ان معمولی معمولی باتوں پر آپس میں لڑا نہ کرو۔ اس فرق کی وجہ دراصل یہی تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا عبداللہ بن مسعودؓ گڈریا ہیں اور ان کا اَور لہجہ ہے اس لئے ان کے لہجہ کے مطابق جو قراءت تھی وہ انہیں پڑھائی۔ حضرت عمرؓ کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ یہ خالص شہری ہیں اس لئے انہیں اصل مکی زبان کی نازل شدہ قراءت بتائی۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو ان کی اپنی زبان میں سورت پڑھنے کی اجازت دے دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خالص شہری زبان میں وہ سورت پڑھا دی۔ اس قسم کے چھوٹے چھوٹے فرق ہیں جو مختلف قراءتوں کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے مگر ان کا نفس مضمون پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔ ہر شخص سمجھتا تھا کہ یہ تمدن اور تعلیم اور زبان کے فرق کا ایک لازمی نتیجہ ہے۔''

پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ ''......تمدن اور حکومت کے ذریعہ سے قبائلی حالت کی جگہ ایک قومیت اور ایک زبان نے لے لی اور سب لوگ حجازی زبان سے پوری طرح آشنا ہو گئے تو حضرت عثمانؓ نے سمجھا اور صحیح سمجھا کہ اب ان قراءتوں کو قائم رکھنا اختلاف کو قائم رکھنے کا موجب ہوگا۔ اس لئے ان قراءتوں کا عام استعمال اب بند کرنا چاہئے، باقی کتب قراءت میں تو وہ محفوظ رہیں گی۔ پس انہوں نے اس نیک خیال کے ماتحت عام استعمال میں حجازی اور اصل قراءت کے سوا باقی قراءتوں سے منع فرما دیا اور عربوں اور عجمیوں کو ایک ہی قراءت پر جمع کرنے کے لئے تلاوت کے لئے ایسے نسخوں کی اجازت دی جو حجازی اور ابتدائی قراءت کے مطابق تھے۔''

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 49 تا 51)

کچھ تھوڑا سا ذکر باقی رہ گیا ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ۔ آج بھی دعا کے لیے کہنا چاہتا ہوں پاکستان کیلئے بھی الجزائر کے احمدیوں کے لیے بھی اور دنیا میں ہر جگہ جہاں جہاں احمدی مشکلات میں گرفتار ہیں دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور فرمائے اور خاص طور پر پاکستان میں قانون کی وجہ سے مختلف وقتوں میں احمدیوں کے لیے مشکلات کھڑی کی جاتی ہیں اور کسی صورت میں بھی اب ان کی وہ آزادی نہیں رہی۔ اسی طرح الجزائر میں بھی بعض حکومتی اہلکار مشکلات کھڑی کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو ان سب مشکلات سے آزادی عطا فرمائے۔

نماز جمعہ کے بعد میں ویب سائٹ کا بھی لانچ کروں گا جو چینی ڈیسک کی ویب سائٹ ہے اور مرکزی آئی ٹی ٹیم کے تعاون سے یہ ویب سائٹ بنائی گئی ہے جس سے لوگوں کو چینی زبان میں اسلام اور احمدیت کے متعلق تفصیلی معلومات مل سکیں گی۔ اس ویب سائٹ کو جماعت کی مین ویب سائٹ الاسلام کے ذریعہ بھی اور علیحدہ طور پر بھی وزٹ کیا جا سکے گا۔ اس میں مختلف عناوین کے تحت مواد ڈالا گیا ہے۔ قرآن کریم کے چینی ترجمہ کا نیا ایڈیشن ڈالا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تیئس دیگر کتب اور پمفلٹس دیے گئے ہیں۔ سوال و جواب کے تحت مختلف سوالوں کے جواب دیے گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان کے تحت حضور اقدس علیہ السلام اور خلفاء کا تعارف دیا گیا ہے۔ پہلے صفحہ پر جماعت کی دیگر چھ ویب سائٹس کے لنک دیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ رابطے کے لیے فون، فیکس اور ای میل وغیرہ کی تفصیل دی گئی ہے۔ خدا کرے کہ یہ ویب سائٹ چینی عوام کے لیے ہدایت کا موجب ہو اور اسلام اور احمدیت کے لیے ان کے دل کھلیں۔

اس کے علاوہ میں بعض (مرحومین کی) نماز جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔ جن کا جنازہ پڑھانا ہے ان میں سے پہلا جو ذکر ہے محترم محمد یونس خالد صاحب مربی سلسلہ کا ہے جو 15/مارچ کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

محمد یونس خالد صاحب کے دادا حضرت میاں مراد بخش صاحب اور ان کے بھائی حضرت حاجی احمد صاحبؓ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ میں سے تھے۔ چھ افراد کا قافلہ موضع پریم کوٹ ضلع حافظ آباد سے پیدل قادیان گیا تھا۔ اس قافلہ میں حضرت حاجی احمد صاحبؓ موجود تھے۔ انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تبرکاً پانی طلب کیا اور حضورؑ نے عطا فرمایا۔ مکرم یونس خالد صاحب نے میٹرک ربوہ سے کیا۔ اس کے بعد جامعہ میں داخل ہو گئے اور دوران جامعہ عربی فاضل بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ 1980ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد پاس کیا پھر چالیس سال تک ان کو مختلف جگہوں پر، پاکستان میں بھی اور بیرونی ممالک میں افریقہ میں بھی سلسلہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ ان کے لواحقین میں ان کی اہلیہ مریم صدیقہ صاحبہ ہیں اور ایک بیٹا ہے عتیق احمد مبشر جو مربی سلسلہ ہیں۔

یہ عتیق احمد مبشر بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ایک عالم باعمل انسان تھے۔ اکثر مجھے کہا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے میرے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ والا سلوک رکھا ہے۔ جب بھی مجھے کوئی ضرورت پیش آتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وہ پوری کر دیتا ہے اور اس کا مشاہدہ میں نے بھی کئی بار کیا۔ پھر یہی بیٹے رانا مبارک احمد صاحب کے حوالے سے جو لاہور میں صدر حلقہ تھے، لکھتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب بھی کوئی جماعتی کام آتا مکرم مربی صاحب فوراً اسے انجام دیتے اور یہ بھی خیال نہ کرتے تھے کہ جوتا بھی پہنا ہوا ہے یا نہیں۔ فوری طور پر تیزی سے کام کے لیے نکل جایا کرتے تھے۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ہری پور ہزارہ کے امیر صاحب کہا کرتے تھے کہ مربی صاحب پوری تربیلا جماعت کے لیے ایک مثالی چندہ دینے والے ہیں۔ وفات یافتگان بزرگان کا چندہ بھی باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ ان کے ہم زلف بیان کرتے ہیں کہ چندوں کے

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آل عمران:86)

ترجمہ: اور جو بھی اسلام کے سوا کوئی دین پسند کرے تو ہرگز اُس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔
اور آخرت میں وہ گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔

طالب دُعا: نورالہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (آل عمران:97)

ترجمہ: یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کیلئے بنایا گیا وہ ہے جو بکّہ میں ہے۔
(وہ) مبارک اور باعث ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کیلئے۔

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

معاملے میں بڑے حساس تھے خصوصاً اپنی وصیت کے چندوں کی ادائیگی میں مستعد رہتے تھے۔ مرحوم نہایت دعا گو اور درویش انسان تھے۔ مرحوم غریب غرباء کو تلاش کر کے ان کی خفیہ مالی امداد کیا کرتے تھے۔ رشتہ داروں میں غرباء کی بچیوں کی شادیوں کے موقع پر جہیز کا سامان خرید کر دیا کرتے تھے۔ رشتہ دار کہہ رہے ہیں کہ ہم ایک مخلص اور مالی امداد کرنے والے پیارے مہربان وجود سے محروم ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم ڈاکٹر نظام الدین بُدھن صاحب آئیوری کوسٹ کا ہے۔ یہ 15/مارچ کو تہتر سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

انہوں نے ابتدائی تعلیم ماریشس سے حاصل کی۔ 1968ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سکالرشپ دیا اور آپ نے پاکستان آ کے پہلے ایف ایس سی تعلیم الاسلام کالج سے کیا پھر میڈیکل کالج میں داخلہ لیا اور ڈاؤ میڈیکل کالج (Dow Medical College) سے انہوں نے ایم بی بی ایس کیا۔ 1978ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کا تقرر نائیجیریا کے احمدیہ کلینک میں بطور انچارج کلینک فرمایا اور 84ء تک وہاں خدمت کی توفیق پائی اور جب 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ گھانا کے دورے پر تشریف لے گئے تھے تو اس موقع پر جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کے وفد نے گھانا پہنچ کر حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور اس وفد نے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ جس طرح جماعت احمدیہ گھانا میں ہسپتال ہیں ہمارے آئیوری کوسٹ میں بھی کھولا جائے۔ بہرحال حضورؒ نے اس کو منظور فرمایا اور اس کے لیے کارروائی شروع ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب 18/مارچ 1983ء کو لیگوس (Lagos) سے آئیوری کوسٹ پہنچے اور وزارت صحت کے افسران سے ملاقات کی۔ کیونکہ فرنچ زبان جانتے تھے اس لیے فرنچ ڈاکٹر کی ضرورت تھی تو ان کو نائیجیریا سے وہاں بھجوا دیا گیا اور ان کو احمدیہ ڈسپنسری کھولنے کی وہاں اجازت مل گئی۔ 1984ء سے لے کے تا وفات آپ آئیوری کوسٹ میں خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کی اہلیہ بھی وفات پا چکی ہیں۔ ایک بیٹا ہے بشیر الدین محمود بدھن اور بیٹی ہیں ناشمیہ عائشہ مبارکہ۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی خلافت اور جماعت سے جوڑے رکھے۔

عبدالقیوم پاشا صاحب آئیوری کوسٹ کے امیر و مشنری انچارج کہتے ہیں کہ آئیوری کوسٹ میں تقریباً چھتیس سال احمدیہ کلینک آبی جان میں بطور میڈیکل افسر کے اپنی خدمات پیش کیں۔ آپ ایک بہت اچھے ڈاکٹر، ایک اچھے انسان اور جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کے نمایاں بزرگ ممبر تھے۔ کہتے ہیں کہ خاکسار کا ڈاکٹر صاحب کے ساتھ تقریباً اٹھارہ سال کا ساتھ تھا۔ ان کو ہر رنگ میں اچھا انسان پایا۔ ہر ایک کی مدد کرنے والے، جماعتی کاموں میں رہنمائی کرنے والے اور مہمان نواز، خوش اخلاق، خوش گفتار اور خوش پوش انسان تھے۔ جماعت کے مختلف عہدوں پر بھی فائز رہے۔ بہت سخی دل تھے۔ بچوں کے ساتھ بہت پیار و محبت کا سلوک کرتے۔ اکثر بچوں کو تحائف کے طور پر دینے کے لیے کلینک میں ہی کچھ رکھا ہوتا تھا۔ جو مریض بچے آتے تھے ان کو تحفہ بھی دیتے تھے۔ کھلونے ٹافیاں وغیرہ۔ مشن میں رہنے والے طلبہ اور غریب احمدی گھرانوں کی بہت مدد کرتے تھے۔

وہاں کے ایک مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ آپ کے پاس اگر کوئی مریض نہیں ہوتا تھا تو انہیں کسی خادم یا ناصر کی تعلیم و تربیت میں مصروف پایا۔ یہ نہیں کہ اگر مریض نہیں ہے تو بیٹھے رہے۔ کسی نہ کسی جماعتی کام میں اپنے آپ کو مصروف رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں کبھی ملفوظات یا خطبہ جمعہ کا فرنچ ترجمہ کر رہے ہوتے تھے اور احباب جماعت کو پھر اس کی فوٹو کاپیاں کر کے بھیجتے تھے۔ ہر وقت آپ انسانیت کی خدمت کے لیے تیار رہتے تھے۔ بیماروں کو خود ذاتی طور پر ادویات خرید کر دیتے اور کبھی غریب لوگوں کو اور کبھی کسی کو گھریلو ضروریات کی اشیاء جیسے چاول، تیل وغیرہ وہ بھی مہیا فرما دیتے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا جنازہ ہے سلمیٰ بیگم اہلیہ ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر صاحب کا جو 24/جنوری کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کے والد راجہ فضل داد خان صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے خاندان کے پہلے احمدی تھے۔ ان کے لکھنے والوں نے، ان کے بچوں نے ہی ان کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ کی نمازوں کی طوالت تو ضرب المثل کے طور پر پورے خاندان میں مشہور تھی۔ نہایت خوش اخلاق، خوش مزاج، خدمت گزار، تقویٰ شعار، باوفا، باہمت، نہایت اعلیٰ ظرف، صاحب حکمت، وسیع حوصلے کی مالک، باکردار اور پُروقار، بہت دعا گو، نہایت صابرہ و شاکرہ، قانع اور متوکل علی اللہ خاتون تھیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرمہ کشور تنویر ارشد صاحبہ اہلیہ عبدالباقی ارشد صاحب چیئرمین الشرکۃ الاسلامیہ یوکے کا ہے جو 27/فروری کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحومہ نے بہت صبر اور حوصلے کے ساتھ اپنی بیماری اور پیرانہ سالی میں مختلف عوارض کا مقابلہ کیا اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے اپنے پیارے رب کے حضور حاضر ہو گئیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں اور اسی طرح پوتے اور پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک داماد نصیر دین صاحب اس وقت نائب امیر یوکے کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ایک بیٹا نبیل ارشد ہے اس کو بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے وقت میں بھی خدمت کی توفیق ملی اور میں نے بھی جب بھی کسی خدمت کے لیے ان کو بلایا فوراً حاضر ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے بچوں کی اچھی تربیت کی ہے۔ آپ بے شمار خوبیوں کی مالک تھیں۔ بے حد نفاست پسند تھیں۔ سلیقہ شعار تھیں۔ ایک فدائی مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ نماز روزہ کی پابند اور چندہ ادا کرنے میں بہت جلدی کرتیں۔ ہمیشہ صدقہ و خیرات دل کھول کر کرتیں۔ ارشد باقی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کا ایک طویل عرصہ لندن میں قیام رہا اس دوران 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی لندن ہجرت کے بعد میرے ساتھ جماعتی کاموں میں بہت تعاون کرتی رہیں اور ہمیشہ جماعت کی خدمت کو ترجیح دی۔ ہر لحاظ سے اپنے گھر کو ایک پُرسکون اور جنت نظیر بنائے رکھا۔ خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ سکون کے لحاظ سے یہ گھر میرا پسندیدہ ہے۔ ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ ہر حالت میں خدا کا شکر ادا کرتی تھیں۔ دکھ اور سکھ دونوں حالتوں میں قضاء و قدر کو خوشی سے قبول کیا اور زبان پر کبھی کوئی شکوہ نہ آنے دیتی تھیں۔ سعودی عرب میں بھی ان کا قیام رہا۔ وہاں بھی جو احمدی احباب حج یا عمرے کے لیے جاتے تھے ان کی بہت خدمت کی توفیق انہوں نے پائی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا جنازہ عبدالرحمٰن حسین محمد خیر صاحب آف سوڈان کا ہے۔ 24/دسمبر کو ان کی 56 سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

جماعت احمدیہ سے تعارف سے قبل یہ کسی بھی اسلامی فرقے میں شامل نہ تھے بلکہ انہیں بعض عقائد مثلاً ناسخ و منسوخ اور جنّ وغیرہ کے بارے میں شک تھا۔ ان کے بڑے بھائی عثمان حسین صاحب سعودی عرب میں کام کرتے تھے۔ وہاں ان کا تعارف جماعت سے ہوا تو انہوں نے مرحوم عبدالرحمٰن صاحب سے اس کا ذکر کیا۔ یہ 2007ء کی بات ہے۔ اپنے بھائی سے احمدیت کے بارے میں سنا تو عبدالرحمٰن صاحب ایم ٹی اے دیکھنے کے لیے بے قرار ہو گئے۔ اس وقت ان کے علاقے میں ایم ٹی اے کی نشریات کا حصول قدرے مشکل تھا جس کے لیے انہوں نے متعدد ڈش انٹینے بدلے، کافی پیسہ خرچ کیا، آخر انہیں ایم ٹی اے مل گیا۔ پھر تو ان کا یہ معمول تھا کہ کام سے واپس آنے کے بعد اکثر وقت ایم ٹی اے دیکھنے میں گزارتے۔ بالآخر اطمینان قلب ہونے پر 2010ء میں ان کو بیعت کی توفیق ملی۔ بیعت کے بعد انہوں نے اپنے تمام رشتہ داروں اور دوستوں کو تبلیغ کی۔ مرحوم کی نیک صفات میں عاجزی، انکساری، مہمان نوازی، غرباء پروری اور حسن معاملہ نمایاں تھیں۔ 2013ء میں سوڈان میں جماعت کے قیام میں انہیں نمایاں کردار ادا کرنے کی توفیق ملی اور اس سلسلہ میں بے دریغ مالی قربانی بھی انہوں نے کی۔ مرحوم بہت سے غریب احباب جماعت کی مالی مدد بھی کیا کرتے تھے۔ سوڈان کے ایک علاقے میں آباد ایک بہت ہی غریب قبیلے کے احمدی جب اہل علاقہ کی طرف سے ظلم کا نشانہ بنے تو مرحوم نے دل کھول کر ان کی مالی امداد کی اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھا۔ اَور لوگوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔ ہر جمعہ کو اپنی گاڑی پر مختلف مقامات سے احمدیوں کو نماز سینٹر لے کر آتے اور جمعہ کی نماز کے بعد انہیں واپس گھر پہنچاتے تھے۔ غیر از جماعت احباب بھی ان کے اخلاق کی تعریف کرتے ہیں۔ چندہ جات میں بہت باقاعدہ اور دل کھول کر خرچ کرنے والے تھے۔ سوڈان کی پہلی مجلس عاملہ میں بھی ان کو کام کرنے کی توفیق ملی اور اس ذمہ داری کو آخر وقت تک نبھاتے رہے۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا بھی جماعت اور خلافت سے تعلق مضبوط کرے اور مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

جیسا کہ میں نے کہا نماز کے بعد میں نماز جنازہ ادا کروں گا۔

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو ہماری مسجد میں اس نیت سے داخل ہو گا کہ
بھلائی کی بات سیکھے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہو گا

(مسند احمد بن حنبل، جلد 3، صفحہ 322)

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جسکے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو گا اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں نہیں داخل ہونے دے گا...... تکبر دراصل یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرنے لگے، لوگوں کو ذلیل سمجھے، انکو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانہ)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فتح مکہ اور حنین کے بعد

اِن جنگوں سے فارغ ہونے کے بعد وہ اموال جو مغلوب دشمنوں کے جرمانوں اور میدانِ جنگ میں چھوڑی ہوئی چیزوں سے جمع ہوئے تھے حسب دستور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلامی لشکر میں تقسیم کرنے تھے۔ لیکن اس موقع پر آپ نے بجائے ان اموال کو مسلمانوں میں تقسیم کرنے کے مکہ اور اِردگرد کے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ ان لوگوں کے اندر ابھی ایمان تو پیدا نہیں ہوا تھا بہت سے تو ابھی کافر ہی تھے اور جو مسلمان تھے وہ بھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے یہ ان کے لئے بالکل نئی چیز تھی کہ ایک قوم اپنا مال دوسرے لوگوں میں بانٹ رہی ہے۔ اِس مال کی تقسیم سے بجائے ان کے دل میں نیکی اور تقویٰ پیدا ہونے کے حرص اور بھی بڑھ گئی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمگھٹا ڈال لیا اور مزید مطالبات کے ساتھ آپ کو تنگ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ دھکیلتے ہوئے وہ آپ کو ایک درخت تک لے گئے اور ایک شخص نے تو آپ کی چادر جو آپ کے کندھوں پر رکھی ہوئی تھی پکڑ کر اِس طرح مروڑنی شروع کی کہ آپ کا سانس رُکنے لگا۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! اگر میرے پاس کچھ اور ہوتا تو میں وہ بھی تمہیں دے دیتا تم مجھے کبھی بخیل یا بزدل نہیں پاؤ گے۔ پھر آپ اپنی اُونٹنی کے پاس گئے اور اس کا ایک بال توڑا اور اسے اونچا کیا اور فرمایا اے لوگو! مجھے تمہارے مالوں میں سے اِس بال کے برابر بھی ضرورت نہیں سوائے اُس پانچویں حصہ کے جو عرب کے قانون کے مطابق حکومت کا حصہ ہے اور وہ پانچواں حصہ بھی میں اپنی ذات پر خرچ نہیں کرتا بلکہ وہ بھی تمہیں لوگوں کے کاموں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اور یاد رکھو کہ خیانت کرنے والا انسان قیامت کے دن خدا کے حضور اس خیانت کی وجہ سے ذلیل ہوگا۔

لوگ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہت کے خواہشمند تھے۔ کیا بادشاہوں اور عوام کا ایسا ہی تعلق ہوا کرتا ہے؟ کیا کسی کی طاقت ہوتی ہے کہ بادشاہ کو اِس طرح دھکیلتا ہوا لے جائے اور اس کے گلے میں پٹکہ ڈال کر اُس کو گھونٹے؟ اللہ کے رسولوں کے سوا یہ نمونہ کون دکھا سکتا ہے۔ مگر باوجود اِس طرح تمام اموال غرباء میں تقسیم کرنے کے پھر بھی ایسے سنگدل لوگ موجود تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم کو انصاف کی تقسیم نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ ذوالخویصرہ نامی ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ آپ نے آج کیا ہے وہ میں نے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے کیا دیکھا؟ اس نے کہا میں نے یہ دیکھا ہے کہ آپ نے آج ظلم کیا ہے اور انصاف سے کام نہیں لیا۔ آپ نے فرمایا تم پر افسوس! اگر میں نے عدل نہیں کیا تو پھر اور کون انسان دنیا میں عدل کرے گا۔ اُس وقت صحابہؓ جوش میں کھڑے ہوگئے اور جب یہ شخص مسجد سے اُٹھ کر گیا تو ان میں سے بعض نے کہا یَا رَسُوْلَ اللہ! یہ شخص واجب القتل ہے کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم اسے ماردیں؟ آپ نے فرمایا اگر یہ شخص قانون کی پابندی کرتا ہے تو ہم اس کو کس طرح مار سکتے ہیں۔ صحابہؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللہ! ایک شخص ظاہر کچھ اور کرتا ہے اور اس کے دل میں کچھ اور ہوتا ہے کیا ایسا شخص سزا کا مستحق نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خدا نے یہ حکم نہیں دیا کہ میں لوگوں سے ان کے دلوں کے خیالات کے مطابق معاملہ کروں۔ مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اُن کے ظاہر کے مطابق معاملہ کروں۔ پھر آپ نے فرمایا یہ اور اس کے ساتھی ایک دن اسلام سے بغاوت کریں گے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کے زمانہ میں یہ شخص اور اس کے قبیلہ کے لوگ اُن باغیوں کے سردار تھے جنہوں نے حضرت علیؓ سے بغاوت کی اور خوارج کے نام سے آج تک مشہور ہیں۔

ہوازن سے فارغ ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لے گئے۔ یہ مدینہ والوں کیلئے پھر ایک نیا خوشی کا دن تھا۔ ایک دفعہ خدا کا رسول مکہ کے لوگوں کے ظلم سے تنگ آکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا تھا اور آج خدا کا رسول مکہ فتح کرنے کے بعد اپنی خوشی سے اور اپنے عہد کو نبھانے کیلئے دوبارہ مدینہ میں داخل ہو رہا تھا۔

غزوۂ تبوک

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو ابو عامر مدنی جو خزرج قبیلہ میں سے تھا اور یہودیوں اور عیسائیوں سے میل ملاقات کی وجہ سے ذکر و وظائف کرنے کا عادی تھا اور اِسکی وجہ سے لوگ اس کو راہب کہتے تھے مگر مذہباً عیسائی نہیں تھا۔ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں پہنچ جانے کے بعد مکہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ جب مکہ بھی فتح ہوگیا تو یہ سوچنے لگا کہ اب مجھے اسلام کے خلاف شورش پیدا کرنے کے لئے کوئی اور تدبیر کرنی چاہئے۔ آخر اس نے اپنا نام اور طرز بدلی اور مدینہ کے پاس قبا نامی گاؤں میں جا کر رہنا شروع کیا۔ سالہا سال باہر رہنے کی وجہ سے اور کچھ شکل اور لباس میں تبدیلی کر لینے کی وجہ سے مدینہ کے لوگوں نے عام طور پر اس کو نہ پہچانا۔ صرف وہی منافق اِس کو جانتے تھے جن کے ساتھ اِس نے اپنا تعلق پیدا کر لیا تھا۔ اس نے مدینہ کے منافقوں کے ساتھ مل کر یہ تجویز کی کہ میں شام میں جا کر عیسائی حکومت اور عرب عیسائی قبائل کو بھڑکاتا ہوں اور اُن کو مدینہ پر حملہ کرنے کی تحریک کرتا ہوں۔ اِدھر تم یہ مشہور کرنا شروع کردو کہ شامی فوجیں مدینہ پر حملہ کر رہی ہیں۔ اگر میری سکیم کامیاب ہوگئی تو پھر بھی ان دونوں کی مٹھ بھیڑ ہو جائے گی اور اگر میری سکیم کامیاب نہ ہوئی تو ان افواہوں کی وجہ سے مسلمان شاید شام پر جا کر خود حملہ کر دیں اور اس طرح قیصر کی حکومت اور ان میں لڑائی شروع ہو جائے گی اور ہمارا کام بن جائے گا۔ چنانچہ یہ تحریک کر کے یہ شخص شام کی طرف گیا اور مدینہ کے منافقوں نے روزانہ مدینہ میں یہ خبریں مشہور کرنی شروع کر دیں کہ فلاں قافلہ ہمیں ملا تھا اور اُس نے بتایا تھا کہ شامی لشکر مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ دوسرے دن پھر کہہ دیتے تھے کہ فلاں قافلہ کے لوگ ہمیں ملے تھے اور اُنہوں نے کہا تھا کہ مدینہ پر شامی لشکر چڑھائی کرنے والا ہے۔ یہ خبریں اتنی شدت سے پھیلنی شروع ہوئیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ آپ اسلامی لشکر لے کر خود شامی لشکروں کے مقابلہ کے لئے جائیں۔ یہ وقت مسلمانوں کے لئے نہایت ہی تکلیف کا تھا۔ قحط کا سال تھا پچھلے موسم میں غلّہ اور پھل کم پیدا ہوا تھا اور اس موسم کی اجناس ابھی پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ ستمبر کا آخر یا اکتوبر کا شروع تھا، جب آپ اِس مہم کے لئے روانہ ہوئے۔ منافق تو جانتے تھے کہ یہ سب شرارت ہے اور یہ کہ انہوں نے یہ سب چالا کی اس لئے کی ہے کہ اگر شامی لشکر حملہ آور نہ ہوا تو مسلمان خود شامیوں سے جا لڑیں اور اس طرح تباہ ہو جائیں۔ موتہ کی جنگ کے حالات ان کے سامنے تھے اُس وقت مسلمانوں کو اتنے بڑے لشکر کا سامنا کرنا پڑا تھا کہ وہ بہت کچھ نقصان اُٹھا کر بمشکل بچے تھے۔ اب وہ ایک دوسری موتہ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے تھے جس میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نَعُوْذُ بِاللہ شہید ہو جائیں اس لئے ایک طرف تو منافق روزانہ یہ خبریں پھیلاتے تھے کہ فلاں ذریعہ سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ دشمن حملہ کرنے والا ہے فلاں ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ شامی فوجیں آرہی ہیں اور دوسری طرف لوگوں کو ڈرا رہے تھے کہ اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ آسان نہیں تمہیں جنگ کیلئے نہیں جانا چاہئے۔ ان کارروائیوں سے ان کی غرض یہ تھی کہ مسلمان شام پر حملہ کرنے کیلئے جائیں تو سہی، لیکن جہاں تک ہو سکے کم سے کم تعداد میں جائیں تاکہ ان کی شکست زیادہ سے زیادہ یقینی ہو جائے۔ مگر مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِس اعلان پر کہ ہم شام کی طرف جانے والے ہیں اخلاص اور جوش سے بڑھ بڑھ کر قربانیاں کر رہے تھے۔ غریب مسلمانوں کے پاس جنگ کے سامان تھے کہاں؟ حکومت کا خزانہ بھی خالی تھا۔ ان کے آسودہ حال بھائی ہی ان کی مدد کیلئے آسکتے تھے۔ چنانچہ ہر شخص قربانی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اُس دن اپنے روپے کا اکثر حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا جو ایک ہزار سونے کا دینار تھا یعنی قریباً ۲۵ ہزار روپیہ۔ اِسی طرح اَور صحابہؓ نے اپنی اپنی توفیق کے مطابق چندے دیئے اور غریب مسلمانوں کے لئے سواریاں یا تلواریں یا نیزے مہیا کئے گئے۔ صحابہؓ میں قربانی کا اِس قدر جوش تھا کہ یمن کے کچھ لوگ جو اسلام لا کر مدینہ میں ہجرت کر آئے تھے اور بہت ہی غربت کی حالت میں تھے ان کے کچھ افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا، یَا رَسُوْلَ اللہ! ہمیں بھی اپنے ساتھ لے چلیے ہم کچھ اور نہیں چاہتے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں وہاں تک پہنچنے کا سامان مل جائے۔ قرآن کریم میں ان لوگوں کا ذکر ان الفاظ میں آتا ہے وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ یعنی اِس جنگ میں شریک نہ ہونے کا ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جو تیرے پاس اس لئے آتے ہیں کہ تو ان کے لئے ایسا سامان مہیا کر دے جس کے ذریعہ سے وہ وہاں پہنچ سکیں مگر تو نے انہیں کہا کہ میرے پاس تو تمہیں وہاں پہنچانے کا کوئی سامان نہیں۔ تب وہ تیری مجلس سے اُٹھ کر چلے گئے اور اُن کی آنکھوں سے اس غم میں آنسو بہتے تھے کہ افسوس ان کے پاس کوئی مال نہیں جس کو خرچ کر کے وہ آج اسلامی خدمت کر سکیں۔ ابوموسیٰ ان لوگوں کے سردار تھے جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مانگا تھا؟ تو انہوں نے کہا خدا کی قسم! ہم نے اُونٹ نہیں مانگے، ہم نے گھوڑے نہیں مانگے، ہم نے صرف یہ کہا تھا کہ ہم ننگے پاؤں ہیں اور اتنا لمبا سفر پیدل نہیں چل سکتے اگر ہم کو صرف جوتیوں کے جوڑے مل جائیں تو ہم جوتیاں پہن کر ہی بھاگتے ہوئے اپنے بھائیوں کے ساتھ اِس جنگ میں شریک ہونے کیلئے پہنچ جائیں گے۔

چونکہ لشکر کو شام کی طرف جانا تھا اور موتہ کی جنگ کا نظارہ مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے تھا اس لئے ہر مسلمان کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی حفاظت کا خیال سب خیالوں پر مقدم تھا۔ عورتیں تک بھی اس خطرہ کو محسوس کر رہی تھیں اور اپنے خاوندوں اور اپنے بیٹوں کو جنگ پر جانے کی تلقین کر رہی تھیں۔ اس اخلاص اور اس جوش کا اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک صحابی جو کسی کام کیلئے باہر گئے ہوئے تھے اُس وقت واپس لَوٹے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر سمیت مدینہ سے روانہ ہو چکے تھے۔ ایک عرصہ کی جدائی کے بعد جب وہ اِس خیال سے اپنے گھر میں داخل ہوئے کہ اپنی محبوبہ بیوی کو جا کر دیکھیں گے اور خوش ہوں گے تو انہوں نے اپنی بیوی کو صحن میں بیٹھے ہوئے دیکھا اور محبت سے بغل گیر ہوئے اور پیار کرنے کے لئے تیزی سے اس کی طرف آگے بڑھے۔ جب وہ بیوی کے قریب گئے تو اُن کی بیوی نے دونوں ہاتھوں سے اُن کو دھکا دے کر پیچھے ہٹا دیا۔ اُس صحابی نے حیرت سے اپنی بیوی کا منہ دیکھا اور پوچھا اتنی مدت کے بعد ملنے پر آخر یہ سلوک کیوں؟ بیوی نے کہا کیا تم کو شرم نہیں آتی خدا کا رسول اُس خطرہ کی جگہ پر جا رہا ہے اور تم اپنی بیوی سے پیار کرنے کی جرأت کرتے ہو! پہلے جاؤ اور اپنا فرض ادا کرو اس کے بعد یہ باتیں دیکھی جائیں گی وہ صحابی فوراً گھر سے باہر نکل گئے۔ اپنی سواری پر زین کسی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین منزل پر جا کر مل گئے۔

کفار تو یہ سمجھتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِن افواہوں کی بناء پر بے سوچے سمجھے شامی لشکروں پر جا پڑیں گے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اسلامی اخلاق کے تابع تھے۔ جب آپ شام کے قریب تبوک مقام پر پہنچے تو آپ نے اِدھر اُدھر آدمی بھیجے تاکہ وہ معلوم کریں کہ حقیقت کیا ہے اور یہ سفراء متفقہ طور پر یہ خبریں لائے کہ کوئی شامی لشکر اِس وقت جمع نہیں ہو رہا۔ اِس پر کچھ دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہرے اور اِردگرد کے بعض قبائل سے معاہدات کر کے بغیر لڑائی کے واپس آگئے۔ یہ کل سفر آپ کا دو اڑھائی مہینے کا تھا۔

جب مدینہ کے منافقوں کو معلوم ہوا کہ لڑائی بھڑائی تو کچھ نہیں ہوئی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے واپس آرہے ہیں تو انہوں نے سمجھ لیا کہ ہماری منافقانہ چالوں کا راز اَب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہو گیا ہے اور غالباً اب ہم سزا سے نہیں بچیں گے۔ تب انہوں نے مدینہ سے کچھ فاصلہ پر چند آدمی ایک ایسے رستہ پر بٹھا دیئے جو نہایت تنگ تھا اور جس پر صرف ایک ایک سوار گزر سکتا تھا۔ جب آپ اس جگہ کے قریب پہنچے تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے وحی سے بتا دیا کہ آگے دشمن راستہ کے دونوں طرف چھپا بیٹھا ہے۔ آپ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ جاؤ اور وہاں جا کر دیکھو۔ وہ سواری کو تیز کر کے وہاں پہنچے تو انہوں نے وہاں چند آدمی چھپے ہوئے دیکھے جو اِس طرح چھپے بیٹھے تھے جیسا کہ حملہ کرنے والے بیٹھا کرتے ہیں۔ ان کے پہنچنے پر وہ وہاں سے بھاگ گئے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا تعاقب کرنا مناسب نہ معلوم ہوا۔

جب آپ مدینہ پہنچے تو منافقوں نے جو اِس جنگ میں شامل نہیں ہوئے تھے قسم قسم کی معذرتیں کرنی شروع کر دیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو قبول کر لیا۔ لیکن اب وقت آگیا تھا کہ منافقوں کی حقیقت مسلمانوں پر آشکارا کر دی جائے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے وحی سے حکم دیا کہ قبا کی وہ مسجد جو منافقوں نے اِس لئے بنائی تھی کہ نماز کے بہانہ سے وہاں جمع ہوا کریں گے اور منافقانہ مشورے کیا کریں گے، وہ گرا دی جائے اور اُن کو مجبور کیا جائے کہ وہ مسلمانوں کی دوسری مسجدوں میں نماز پڑھا کریں، مگر باوجود اتنی بڑی شرارت کے ان کو کوئی بدنی یا مالی سزا نہ دی گئی۔

تبوک سے واپسی کے بعد طائف کے لوگوں نے بھی آکر اطاعت قبول کر لی اور اسکے بعد عرب کے متفرق قبائل نے باری باری آکر اسلامی حکومت میں داخلہ کی اجازت چاہی اور تھوڑے ہی عرصہ میں سارے عرب پر اسلامی جھنڈا لہرانے لگا۔ (باقی آئندہ)

(نبیوں کا سردارؐ صفحہ 231 تا 239، مطبوعہ قادیان 2014ء)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(274) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے کہ سؤر سے مسلمانوں کو سخت نفرت ہے، جو طبیعت کا ایک حصہ بن گئی ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ انسان اگر چاہے تو تمام منہیّات سے ایسی ہی نفرت کر سکتا ہے اور اسے ایسی ہی نفرت کرنی چاہیے۔

(275) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ آتھم کے مباحثہ میں مَیں بھی موجود تھا۔ جب حضرت صاحب نے اپنے آخری مضمون میں یہ بیان کیا کہ آتھم صاحب نے اپنی کتاب اندرونہ بائبل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (نعوذ باللہ) دجّال کہا ہے تو آتھم نے ایک خوف زدہ انسان کی طرح اپنا چہرہ بنایا۔ اور اپنی زبان باہر نکال کر کانوں کیطرف ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ میں نے یہ کہاں لکھا ہے یا کب لکھا ہے یعنی نہیں لکھا۔

(276) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے لدھیانہ والے مباحثہ میں مَیں موجود تھا۔ حضرت صاحب الگ اپنے خادموں میں بیٹھ جاتے تھے اور مولوی محمد حسین الگ اپنے آدمیوں میں بیٹھ جاتا تھا اور پھر تحریری مباحثہ ہوتا تھا۔ میں نے دوران مباحثہ میں کبھی حضرت صاحب اور مولوی محمد حسین کو آپس میں زبانی گفتگو کرتے نہیں سنا۔ ان دنوں میں لدھیانہ میں بڑا شور تھا۔ مولوی محمد حسین کے ملنے والوں میں ایک مولوی نظام الدین صاحب ہوتے تھے جو کئی حج کر چکے تھے اور طبیعت ظریف رکھتے تھے وہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپؑ نے خلافِ قرآن شریف وفات مسیح کا یہ کیا عقیدہ نکالا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ''میں نے قرآن شریف کے خلاف کچھ نہیں کہا بلکہ میں تو اب بھی تیار ہوں کہ اگر کوئی شخص قرآن سے حیات مسیحؑ ثابت کر دے تو فوراً اپنے عقیدہ سے رجوع کرلوں گا۔ مولوی نظام الدین نے خوش ہوکر کہا کہ کیا واقعی آپؑ قرآن شریف کی آیات کے سامنے اپنے خیالات کو ترک کر دیں گے؟ حضرت صاحب نے کہا۔ ہاں میں ضرور ایسا کروں گا۔ مولوی نظام الدین نے کہا۔ اچھا پھر کیا ہے۔ میں ابھی مولوی محمد حسین کے پاس جاتا ہوں اور پچاس آیتیں قرآن کریم کی حیات مسیحؑ کے ثبوت میں لکھوالاتا ہوں۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا پچاس کی ضرورت نہیں۔ میں تو اگر ایک آیت بھی نکل آئے گی تو مان لونگا۔ اس پر مولوی نظام الدین خوشی خوشی اٹھ کر چلے گئے اور کچھ عرصہ کے بعد سر نیچے ڈالے واپس آئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کیوں مولوی صاحب آپ آیتیں لے آئے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میں نے مولوی محمد حسین صاحب سے جا کر یہ کہا تھا کہ مولوی صاحب! میں نے مرزا صاحب کو بالکل قابو کرلیا ہے اور یہ اقرار کروالیا ہے کہ اگر میں قرآن کریم کی ایک آیت بھی ایسی پیش کردوں جس میں حیات مسیحؑ ثابت ہو تو وہ مان لیں گے اور اپنے عقائد سے توبہ کرلیں گے۔ مگر میں نے انہیں کہا تھا کہ ایک آیت کیا میں پچاس آیتیں لاتا ہوں۔ سو آپ جلد آیتیں نکال دیں تا میں ابھی ان کے پاس جا کر اُن سے توبہ کرالوں۔ اس پر مولوی صاحب نے سخت برہم ہوکر کہا کہ اے اُلّو! تم نے یہ کیا کیا۔ ہم تو اسے قرآن سے نکال کر حدیثوں کی طرف لاتے ہیں اور تم اسے پھر قرآن کی طرف لے آئے۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب! تو کیا قرآن میں کوئی آیت مسیح کی حیات ثابت نہیں کرتی؟ مولوی صاحب نے کہا تم تو بے وقوف ہو۔ اسے حدیثوں کی طرف لانا تھا کیونکہ قرآن میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ مولوی نظام الدین نے کہا کہ میں نے کہا کہ ہم تو پھر قرآن کے ساتھ ہیں۔ جب قرآن سے مسیحؑ کی وفات ثابت ہوتی ہے تو ہم اسکے مخالف حدیثوں کو کیا کریں۔ اس پر مولوی صاحب نے مجھے گالیاں دینی شروع کر دیں اور کہا کہ تو بے وقوف ہے تجھے سمجھ نہیں وغیرہ وغیرہ۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ اسکے بعد مولوی نظام الدین صاحب نے حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ پیر سراج الحق صاحب نے اپنی کتاب تذکرۃ المہدی حصہ اوّل میں یہ واقعہ بیان کر کے یہ بات زائد بیان کی ہے کہ مولوی نظام الدین صاحب نے یہ بھی سنایا کہ جب میں نے مولوی محمد حسین صاحب سے یہ کہا کہ ہم تو پھر قرآن کے ساتھ ہیں تو مولوی صاحب نے سخت برہم ہوکر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اسکی روٹی بند کردو۔ (پیر صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی نظام الدین صاحب کو مولوی محمد حسین کی طرف سے روٹی ملا کرتی تھی) اس پر میں نے ہاتھ باندھ کر مولوی محمد حسین سے (ظرافت کے طور پر) کہا کہ مولوی صاحب میں قرآن کو چھوڑ دیتا ہوں۔ خدا کے واسطے میری روٹی نہ بند کرنا۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب سخت شرمندہ ہوئے۔

پیر صاحب نے لکھا ہے کہ جب مولوی نظام الدین نے عملاً اسی طرح ہاتھ باندھ کر اس مکالمہ کو حضرت صاحب کے سامنے دہرایا تو حضرت صاحب بہت ہنسے اور پھر فرمانے لگے کہ دیکھو ان مولویوں کی حالت کہاں تک گر چکی ہے نیز میاں عبداللہ صاحب سنوری بیان کرتے تھے کہ میں پہلے مولوی محمد حسین بٹالوی کا بڑا معتقد ہوتا تھا اور اسکے پاس جا کر ٹھہرا کرتا تھا پھر حضرت صاحب کی ملاقات کے بعد بھی جب کبھی مجھے حضرت صاحب مولوی محمد حسین کے پاس کوئی خط وغیرہ دے کر بھیجتے تھے تو میں اس سے اسی عقیدت کے ساتھ ملتا تھا۔ لیکن جب اس نے حضرت صاحب کی مخالفت کی تو مجھے اس سے نفرت ہوگئی اور میں نے کبھی اس کی صورت تک دیکھنی پسند نہیں کی۔

خاکسار نے میاں عبداللہ صاحب سے دریافت کیا کہ مخالفت سے پہلے مولوی محمد حسین کا حضرت صاحب کے ساتھ کیسا تعلق تھا۔ آیا ایک عام برابری کا سا تعلق تھا یا وہ حضرت صاحب کے ساتھ عقیدت اور اخلاص رکھتا تھا۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ وہ حضرت صاحب سے عقیدت رکھتا تھا۔ چنانچہ جب کبھی کوئی حضرت صاحب کا کام ہوتا تو وہ شوق اور اخلاص سے کرتا تھا اور اس کی باتوں سے پتہ لگتا تھا کہ اسکے دل میں آپ کی محبت اور ادب ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ براہین احمدیہ پر جو مولوی محمد حسین نے ریویو لکھا تھا اس سے بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ مخالفت سے پہلے مولوی محمد حسین حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ کافی عقیدت رکھتا تھا۔ یہ ریویو بڑا مبسوط و مکمل ہے اور اپنے حجم کے لحاظ سے گویا ایک مستقل کتاب کہلانے کا حق دار ہے۔

(277) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنۃ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف براہین احمدیہ پر جو ریویو لکھا تھا اس کے بعض فقرے درج ذیل کرتا ہوں۔

''ہماری رائے میں یہ کتاب (یعنی براہین احمدیہ حصہ اوّل و دوم وسوم و چہارم مصنّفہ حضرت مسیح موعود) اس زمانہ میں موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لَعَلَّ اللّٰہُ یُحدِثُ بَعْدَ ذَالِکَ اَمْرًا۔ (یَقُوْلُ الْعَبْدُ الفقیرُ البشیرُ وَ قَدْ صَدَقَ اللّٰہُ قَوْلَ ھٰذَا الْمَوْلَوِی وَاَحدَث بَعْدَ ذَالِکَ اَمْرًا عَظِیمًا اِذْ جَعَلَ مُصَنِّفَ ھٰذَا الکِتٰبِ اَلْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ وَ الْمَھْدِیَّ الْمَعْھُوْدَ وَ جَعَلَہٗ اِمَامًا عَدْلًا اَلَّذِیْ مَلَأَ الْاَرْضَ قِسطًا بَعْدَ مَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَّ اِثْمًا وَ نَالَ الْاِیْمَانَ مِنَ الثُّرَیَّا وَ کَسَرَ الصَّلِیْبَ وَ حَارَبَ الدَّجَّالَ فَقَتَلَہٗ وَلٰکِنْ یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ) اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم از کم کوئی ایسی کتاب بتاوے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی وجانی قلمی ولسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بیڑا اُٹھالیا ہو۔ اور مخالفین اسلام ومنکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدّی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اسکا تجربہ و مشاہدہ کرے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔ مؤلّف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی اور شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب۔ اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط وکتابت وملاقات ومراسلت برابر جاری رہی ہے۔ اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم ان کے حالات وخیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لائق ہے۔ مؤلّف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے، اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدّی کی ہے۔ اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کردی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقّانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ اے خدا! اپنے طالبوں کے رہنما! ان پر ان کی ذات سے ان کے ماں باپ سے تمام جہاں کے مشفقوں سے زیادہ رحم فرما (یعنی رحم فرمانے والے) تو اس کتاب کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے اور اسکے برکات سے ان کو مالا مال کر دے اور کسی اپنے صالح بندے کے طفیل اس خاکسار شرمسار گنہگار کو بھی اپنے فیوض اور انعامات اور اس کتاب کی اخص برکات سے فیضیاب کر۔ آمین

وللارض من کاس الکرام نصیب ''یعنی بڑے لوگوں کے جام سے ان کی جام نوشی کے وقت زمین پر بھی کچھ شراب گر جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بوجہ کثرت شراب کے بے پرواہی سے شراب پیتے ہیں اور اس کے تھوڑے بہت گر جانے اور ضائع ہوجانے کی ان کو پروا نہیں ہوتی۔ پس اے اللہ! ہم کو بھی حضرت مرزا صاحب کی جام نوشی کے وقت تیری شراب سے جو تو نے انکو دی ہے اور نہیں تو صرف اسی قدر حصہ مل جاوے جو بوقت مے نوشی زمین پر گر کر ضائع ہو جایا کرتا ہے۔

خاکسار مؤلف'' دیکھو اشاعۃ السنہ جلد 6

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مولوی محمد حسین کے اس ریویو کا اپنے عربی اشعار مندرجہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

ایا را شقی قد کنت تمدح منطقی
وتثنی علیّ بالفۃٍ و توقّر

اے مجھ پر تیر چلانے والے کوئی زمانہ تھا کہ تو میرے کلام کی تعریف کرتا تھا اور محبت کے ساتھ میری ثنا کرتا تھا اور میری عزت کرتا تھا

وللہ درّك حین قرظت مخلصًا
کتابی وصرت لکل ضال مخفّر

اور کیا ہی اچھا تھا حال تیرا جبکہ تو نے اخلاص کے ساتھ میری کتاب کا ریویو لکھا اور تو گمراہوں کو ہدایت کی پناہ میں لانے والا تھا

وانت الذی قد قال فی تقریظہ
کمثل المولّف لیس فینا غضنفر

کہ تُو وہی تو ہے جس نے اپنے ریویو میں کہا تھا کہ براہین احمدیہ کے مؤلف جیسا کوئی شیر بہادر ہم میں نہیں ہے

عرفت مقامی ثم انکرت مدبراً
فما الجھل بعد العلم ان کنت تشعر

تو نے میرے مقام کو پہچانا مگر پھر انکار کر دیا اور پیٹھ پھیر لی لیکن ذرا خیال تو کر کہ علم کے بعد جہالت کی کیا حقیقت ہوتی ہے

کمثلك مع علم بحالی وفطنۃٍ
عجبت لہ یبغی الھدیٰ ثم یا طر

تیرے جیسا شخص جو میرے حالات کو خوب جانتا ہے تعجب ہے کہ وہ ہدایت پر آکر پھر راہ راست چھوڑ دے

قطعت وداداً قد غرسناہ فی الصبا
و لیس فوادی فی الوداد یقصّر

تو نے محبت کے اس درخت کو کاٹ دیا جو ہم نے نوجوانی میں لگایا تھا مگر میرے دل نے محبت میں کوئی کوتاہی نہیں کی

علی غیر شیءٍ قلتَ ماقلت عجلۃً
وواللہ انی صادق لا ازوّر

تو نے میرے متعلق جو جلد بازی سے کہا ہے وہ بالکل بے بنیاد ہے اور خدا کی قسم میں صادق ہوں جھوٹا نہیں ہوں

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

2009ء اور 2010ء کے دوران جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا احسانات کا روح پرور تذکرہ

ایم ٹی اے العربیہ کے نیک اثرات اور اس کے نتیجہ میں ہونے والی پاک تبدیلیوں کے ایمان افروز واقعات کا روح پرور بیان

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ بیعتیں، ایم ٹی اے کے علاوہ مختلف ممالک میں ٹی وی پروگراموں اور ریڈیو کے ذریعہ اسلام احمدیت کے پیغام کی تشہیر اور ان کے نیک اثرات

احمدیہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز کے ذریعہ افریقہ کے مختلف ممالک میں خدمت انسانیت کی مساعی کا تذکرہ

سات ممالک میں سولر سسٹم کے ذریعہ بجلی کی فراہمی، 485 ہینڈ پمپ لگا کر پانی فراہم کیا گیا

جس سے لاکھوں افراد مستفید ہو رہے ہیں، 400 افراد پر مشتمل ایک Model Village بنانے کا منصوبہ

ہیومینیٹی فرسٹ گزشتہ 16 سال سے دنیا کے 35 ممالک میں کام کر رہی ہے، اس کے تحت اس سال 16 لاکھ 70 ہزار سے زائد افراد کو پینے کا پانی مہیا کیا گیا

فری میڈیکل کیمپس کے ذریعہ 51,140 افراد کو طبی سہولیات فراہم کی گئیں، 21,498 طلباء کو تعلیمی وظائف دیئے گئے، بینن میں یتامیٰ کے لئے

ایک عمارت تعمیر کی جا رہی ہے، 31 ہزار افراد کو روزانہ کی بنیاد پر خوراک دی جا رہی ہے مختلف ممالک میں خدمت انسانیت کے کاموں کا اجمالی تذکرہ

اس وقت مجلس نصرت جہاں کے تحت افریقہ کے 12 ممالک میں 39 ہسپتال اور کلینک کام کر رہے ہیں، اسکے علاوہ 12 ممالک میں 656 تعلیمی ادارے خدمت میں مصروف ہیں

87 ممالک سے واقفین نو کی کل تعداد 41 ہزار 220 ہو گئی ہے

احمدیہ ویب سائٹ، پریس اینڈ پبلیکیشن کے شعبوں کی کارکردگی کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال 119 ممالک کی 407 قوموں سے تعلق رکھنے والے 4 لاکھ 58 ہزار 760 / افراد بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے

نومبائعین سے رابطہ اور بیعتوں کے دوران ظاہر ہونے والے ایمان افروز واقعات کا روح پرور بیان

نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اضافہ ہو رہا ہے، اب یہ تعداد ایک لاکھ 9 ہزار ہو چکی ہے

احباب کی مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 44 ویں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز 31 / جولائی 2010ء کو بعد دوپہر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

(دوسری و آخری قسط)

ایم ٹی اے اَلْعَرَبِیَّہ کے نیک اثرات

ایم ٹی اے کے ذریعے عربوں میں جو جماعت کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے اس کے بعض واقعات ہیں، بعض واقعات تو بڑے لمبے ہیں ان کو اس وقت بیان کرنا مشکل ہوگا۔

مکرم ہشام عبد الجواد صاحب مصر سے لکھتے ہیں کہ احمدی ہونے سے قبل دین سے غفلت کی زندگی گزار رہا تھا۔ اب احمدیت کے ذریعے اسلام کی حلاوت نصیب ہوئی ہے۔ قبل ازیں بھی قرآن کریم تو پڑھتا تھا لیکن اس میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ پھر لکھتے ہیں کہ جب ایک دوست نے احمدیت کے بارے میں بتایا تو شروع میں مَیں نے اس کی بہت مخالفت کی اور سنے سنائے اعتراضات کئے۔ وہ چونکہ نو احمدی تھے اس لئے بعض اعتراضات کا جواب نہ دے سکے۔ لیکن مَیں دیکھتا تھا کہ نماز بھی پہلے کی طرح ہی پڑھتے ہیں اور قرآن اور قبلہ بھی وہی ہے۔ دوسری طرف ایک روز مصری اخبار میں جماعت احمدیہ پر کفر کا فتویٰ چھپا، وہ دیکھا۔ اس پر مَیں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں حق اور باطل کو پرکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کو پڑھا۔ اس پر یوں لگا جیسے مَیں پہلے ہی احمدی تھا۔ لیکن امام مہدی کو نہیں پہچانتا تھا۔ اس پر مجھے بہت رونا آیا جس کی کئی وجوہات تھیں۔ ایک یہ کہ میرے والد صاحب تک امام مہدی کا پیغام نہ پہنچا اور وہ بغیر بیعت کے فوت ہو گئے۔ دوسرے یہ کہ مَیں امام الزمان کو پہلے کیوں نہ پہچان سکا؟ جب مَیں انشراح صدر کے بعد احمدی ہو گیا تو خیال آیا کہ اگرچہ مجھے احمدیت کی صداقت کے بارے میں کوئی شک نہیں پھر بھی مجھے استخارہ کرنا چاہئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح اشارے ہوئے۔ احمدی ہونے کے بعد اسلامی تعلیم پر پوری طرح کاربند ہو گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ میری نظر میں کوئی اَور خوبصورت اور محبوب نہ رہا۔

لطافی نصیرہ صاحبہ فرانس سے لکھتی ہیں کہ میرے میاں ٹی وی کے چینل گھما رہے تھے کہ اچانک MTA مل گیا جس پر پروگرام الحوار المباشر چل رہا تھا جس میں پُرنور چہرے والے لوگ بیٹھے تھے۔ انکی تمام تفاسیر عقل اور منطق کے بالکل مطابق تھیں۔ اسکے بعد اسے باقاعدگی سے دیکھنا شروع کیا اور معلوم ہوا کہ مسیح موعود آ چکے ہیں۔ جس سے دل کو اطمینان ہوا۔ ہم حقیقت کی تلاش میں تھے لیکن وہ غلط اور خرافاتی تفاسیر دل کو بھاتی نہ تھیں جن میں لاکھوں عام مسلمان بھٹک رہے ہیں۔ جیسے جنّ، دجّال اور مسیح کا آسمان سے نزول اور جادو وغیرہ۔ لیکن آپ کی تفاسیر سن کر تمام شکوک دور ہو گئے۔ میری والدہ بھی میرے بچپن سے بیمار بھائی کی شفا کیلئے پیروں فقیروں کے ہاں چکر لگایا کرتی تھیں اور ان کو کہا جاتا کہ اس پر جادو کیا گیا ہے۔ ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد افسوس ہوا کہ اتنی عمر احمدیت کے بغیر ہی ضائع ہو گئی۔ اور پھر آخر بیعت کر لی۔

مکرم رائد الاظہار صاحب لکھتے ہیں کہ مَیں بچپن ہی سے نیک فطرت کی وجہ سے دین کا پابند رہا اور مسجد باقاعدگی سے جاتا رہا۔ اور چودہ سال کی عمر تک میری یہی حالت رہی اور اس کے بعد میں بالکل بدل گیا۔ نماز وغیرہ کی پابندی نہ رہی۔ کبھی کبھار مسجد میں چلا جاتا۔ یہی حال گاؤں کے اکثر نوجوانوں کا ہے کیونکہ لوگ نماز صرف عادت کے طور پر پڑھتے ہیں۔ 1996ء تک میری یہی حالت رہی یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے گاؤں کے امام مسجد مکرم محمد حسن فضیل صاحب سے میرا تعارف کرایا اور میں نے ان سے ملنا شروع کر دیا۔ وہ صاحب قرآن کریم پر غور و تدبر اور خدا تعالیٰ کی تقدیس اور انبیاء کی عصمت اور قرآنِ کریم کے حدیث پر حَکَم ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اور ایسی روایات کو ردّ کرنے کی تلقین کرتے تھے جو قرآن مخالف ہوں خواہ وہ صحیح بخاری میں ہی کیوں نہ درج ہوں۔ 2007ء میں ایک دن ٹی وی کے آگے بیٹھا مختلف چینل چیک کر رہا تھا کہ اچانک مجھے ایم ٹی اے العربیہ مل گیا۔ مَیں نے بڑے شوق سے باقاعدگی سے اسے دیکھنا شروع کیا اور بالکل وہی مضامین جن پر ہم آپس میں بحث کیا کرتے تھے اس میں مل گئے، گویا ہمیں اپنی گمشدہ متاع مل گئی۔ ہم باقاعدگی سے یہ پروگرام دیکھنے لگے، اور اسکے بعد مَیں نے اور لوگوں کو بھی اس چینل کا تعارف کرایا اور بات پھیلتے پھیلتے گاؤں کے مولوی تک جا پہنچی۔ اس نے لوگوں کو متنبہ کرنا شروع کیا کہ یہ ایک گمراہ فرقہ ہے اسکے پروگرام نہیں دیکھنے چاہئیں اور ان افکار کے پھیلانے والوں کو اس گناہِ عظیم سے توبہ کرنی چاہئے۔ لیکن ہم نے اپنا کام جاری رکھا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے 4 / اپریل 2009ء کو ہم سب دوستوں کو بیعت کا شرف عطا فرمایا۔

عبد الحلیم البربری صاحب مصر سے لکھتے ہیں کہ اے اس زمانے کے اصحابِ کہف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارو! ہمیں آپ کے ذریعہ حقیقی اسلام کی سمجھ آئی ہے۔ خدا کی قسم ہم مردہ تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر ہمیں زندہ کر دیا۔ مجھے آپ سے بہت محبت ہے کیونکہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت آپ کے ذریعہ

معلوم ہوئی ہے۔ حقیقی اسلام جو محبت اور الفت کا دین ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا ہے۔ حقیقی اسلام وہ نہیں جو مسخ شدہ صورت میں جبر و اکراہ اور انتہا پسندی کے دین کو پیش کیا جاتا ہے۔

علی ہاشم زرداد صاحب لکھتے ہیں کہ ہم مردہ تھے آپ نے ہمیں زندہ کیا اور ہمارے اندر روح پھونکی اور قرآن کریم کی فضاؤں میں اڑنے والے پرندے بنا دیا۔ اس پر مَیں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ یہ دراصل قرآنِ کریم کا معجزہ ہے جو آپکی وجہ سے ظہور پذیر ہوا۔ جو آپ کا انکار کرتا ہے وہ متکبر اور اندھا اور ظالم ہے۔

کمال المصری صاحب نے لکھا ہے کہ میں سنی ہوں لیکن معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی محبت کیونکر میرے دل میں پیدا کر دی ہے۔ آپ کی باتوں میں مجھے وہ کچھ مل گیا جس کی مجھے تلاش تھی۔ خاص طور پر جس عمدگی سے آپ نے قرآن کریم اور سیرۃ النبیؐ کو پیش کیا ہے وہ غیر معمولی ہے، یہ وہ جو اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر پروگرام میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہ وہ ان ہی لوگوں کو لکھ رہے ہیں۔

ہانی طاہر صاحب لکھتے ہیں کہ مکرمہ نورا بو یوسف صاحبہ لکھتی ہیں: مَیں نے جماعت کی صداقت جاننے کیلئے استخارہ کیا۔ پھر سوچا کہ قرآن کریم کھولتی ہوں اور سب سے پہلے جس آیت پر نظر پڑی تو وہی میری رہنمائی کا باعث ہوگی۔ چنانچہ پہلی دفعہ قرآنِ کریم کھولا تو سورۃ حج کی یہ آیت سامنے آئی، یعنی انہیں قولِ طیب اور صراط حمید کی طرف ہدایت دی گئی، اس پر میرا جسم کانپ گیا اور یقین ہو گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہے۔ دوسری دفعہ قرآن کھولا تو جو آیت سامنے آئی اس کا مطلب تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ جو دن رات اللہ تعالیٰ کا ذکر اور عبادت کرتے ہیں اس بار بھی پہلے جیسا ہی احساس تھا۔ تیسری دفعہ قرآن کھولا تو آیت سامنے آئی کہ لوگوں کا یومِ حساب قریب آ گیا ہے لیکن وہ اب تک غفلت کی حالت میں ہیں اور جب بھی ان کے سامنے کوئی نیا پیغام آتا ہے تو اس کے ساتھ لاپرواہی کا معاملہ کرتے ہیں۔ میں نے جماعت کے بارے میں بہت تحقیق کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں بھی پڑھی ہیں۔ اب اطمینانِ قلب حاصل ہونے کے بعد بیعت کر رہی ہوں۔

کاش کہ پاکستان کے مولویوں کو، علماء کو بھی اس بات کی سمجھ آ جائے۔

اعجاز کریم صاحب الجزائر سے مجھے لکھتے ہیں کہ آپ کو خط لکھتے ہوئے میرے جو جذبات ہیں ان کا الفاظ میں اظہار کرنا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ مَیں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اپنی زندگی میں کبھی خدا کے خلیفہ سے ہمکلام ہو سکوں گا۔ مسخ شدہ اسلامی تعلیم اور قرآنِ کریم کی غلط تفاسیر سے بالکل مایوس ہو چکا تھا۔ علماء کی تشریحات سن کر سوچتا تھا کہ کیا یہ خدا کا کلام ہو سکتا ہے؟ یہاں تک کہ اردن کے ایک احمدی دوست کے ذریعہ احمدیت اور بانیٔ سلسلہ کی تحریرات سے آگاہی ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر پڑھنے سے قبل نوافل پڑھ کر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ راہِ راست کی طرف رہنمائی فرمائے۔ جیسے جیسے پڑھتا گیا سینہ کھلتا گیا اور اس کلام کی ہیبت سے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور یقین ہو گیا کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے بلکہ یہ الٰہی وحی ہے۔ جب بیعت کا فیصلہ کیا تو پہلے استخارہ کیا اس پر خواب میں دیکھا کہ اپنے دوستوں کے ساتھ رات کو شہر سے گزر رہا ہوں۔ ایک نور ہمارے ساتھ چل رہا ہے اور اسی دوران فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کا فون نمبر آ رہا ہے۔ مَیں نے دل میں فیصلہ کیا کہ مَیں ان کو واپس کال کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے فون کا جواب نہ دیا تو وہ سچے نبی ہوں گے ورنہ نہیں۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ نبی فون کا جواب نہیں دیا کرتے۔ چنانچہ مَیں نے فون کیا، دیر تک گھنٹی بجتی رہی لیکن انہوں نے فون نہ اٹھایا۔ اسکے بعد آپ علیہ السلام نے میرے سامنے پُر ہیبت تجلی فرمائی۔ مَیں نے قرآنِ کریم اور اَعُوْذُ بِاللّٰہ پڑھنا شروع کر دیا۔ تا کہ شیطان کہیں مجھ پر مہدی کا معاملہ مشتبہ نہ کر دے۔ اسکے بعد شدتِ خوف سے جاگ اٹھا۔ یہ نمازِ فجر کا وقت تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ خواب سچی ہے اور پھر بیعت کر لی۔

محمد عبدالمجید صاحب مصر سے لکھتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار ہوں اور ہاتھ میں ایک چپو ہے اور بے مقصد و منزل گھوم رہا ہوں جبکہ سمندر میں طغیانی ہے اور کشتی ڈوبنے کے قریب ہے۔ تب مَیں نے اللہ تعالیٰ کی آواز سنی کہ یہ لو موسیٰ کا عصا اور سمندر پر مارو۔ جس پر ایک عصا ہاتھ آ گیا جو کسی قدر ٹیڑھا تھا مَیں نے اسے آسمان سے لیا اور سمندر پر مارا۔ جس پر کشتی ایک خوبصورت اور بلند مقام پر ٹھہر گئی جو خوبصورت عمارتوں والا ایک شہر ہے۔ اس میں سارے لوگ خوش شکل اور خوش و خرم تھے۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ جماعت احمدیہ کا شہر ہے۔ مَیں نے سمجھا کہ اس طرف اشارہ ہے کہ مجھے بیعت کر لینی چاہئے۔ چنانچہ مجھے بیعت کی توفیق ملی۔

مکرم اسحاق احمد القدومی صاحب اردن سے لکھتے ہیں کہ جب ایم.ٹی.اے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر عیسائیوں کے چینل پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دینا شروع کیا تو ان کے یہ اعتراضات سن کر بہت رنج ہوا۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ خندق کے روز اپنے گھوڑے پر سوار ہیں۔ پھر ایک منادی کی آواز آتی ہے کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسکے بعد مَیں نے بہت سی تلواروں کو حضورؐ پر حملہ آور ہوتے دیکھا۔ حضورؐ اپنے دفاع کیلئے تلوار اٹھاتے ہیں۔ مَیں بھی تلوار اٹھاتا ہوں اور حضور کی تلوار کے پیچھے رکھتا ہوں۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سی تلواریں مع میری تلوار کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے ساتھ رکھ دی جاتی ہیں۔ اس پر مَیں اونچی آواز میں کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کیلئے یہ تلواریں کس کی ہیں؟ تو مجھے آواز آتی ہے کہ یہ جماعت احمدیہ اسلامیہ کی تلواریں ہیں۔

اللہ تعالیٰ بعض دفعہ اَور ذریعوں سے بھی خود راستے کھولتا ہے، غیروں کو ہی مخالفین کو بھی ذریعہ بنا دیتا ہے۔ ڈاکٹر میاسہ صاحبہ سعودیہ سے لکھتی ہیں کہ میں احمدیت کے بارے میں کچھ نہ جانتی تھی۔ ایک دن اچانک بغیر کسی مقصد کے پال ٹاک پر احمدیوں کے چَیٹ روم (chat room) میں گئی جہاں مجھے ایسے امور کا پتہ چلا جن کے بارے میں مجھے کچھ علم نہ تھا۔ مَیں حیرت زدہ ہو کر اس روم سے نکل گئی اور بغیر کسی قصد اور ارادے کے ایک دوسرے روم میں چلی گئی۔ یہاں بولنے والا شخص کہہ رہا تھا کہ ابھی ہمارے رُوم میں ایک احمدی داخل ہوا تھا۔ یہ لوگ کافر اور ملحد ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ کسی اور موضوع پر باتیں کرنے لگا۔ مَیں نے اس رُوم میں احمدیوں کے بارے میں پوچھا لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔ مَیں اس رُوم سے بھی نکل گئی اور کسی اور رُوم میں داخل ہو گئی۔ میرے داخل ہوتے ہی ایک شخص نے ایک قصیدہ کا لنک (Link) لکھ کر بھیجا تا کہ جو اس قصیدہ کو سننا چاہے اس لِنک کے ذریعے سن سکتا ہے۔ یہ قصیدہ ایک غیر احمدی شاعر کا تھا جس کا مطلع یہ تھا کہ

عَرَفْتُ طَرِيْقِيْ اِلٰى صَدِيْقِيْ
لِنَقْفُوْ دَرْبَ الْهُدَى الْاَحْمَدِيْ

کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ درست راستہ کون سا ہے اس لئے اے میرے دوست! میری طرف آ جا تا کہ ہم ہدایت کے احمدی راستے پر گامزن ہو جائیں۔

مَیں نے کبھی کسی قصیدے میں احمدیہ یا احمدی کا لفظ نہیں پڑھا تھا۔ جب یہ قصیدہ سنا تو سمجھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے نام پیغام ہے اور یہ محض اتفاق نہیں ہو سکتا کیونکہ مَیں اس سلسلے میں تحقیق کر رہی تھی۔ اور یہ میرے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی تھی۔ لہٰذا میں نے فوراً بیعت کر لی۔

فراس العبادی صاحب ابوظہبی سے لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جس قدر کتابیں مجھے مہیا ہو سکیں، ان کے مطالعے سے نیز ایم.ٹی.اے کے پروگرام الحوار المباشر کو باقاعدگی سے دیکھنے سے مجھے جماعتی عقائد پر اطلاع ہوئی۔ شروع میں تو جہالت اور گزشتہ خیالات کی وجہ سے میں نے فوراً منفی ردّ عمل ظاہر کیا۔ لیکن جب قرآنی آیات و احادیث اور خدائی سنت کا بغور مطالعہ کیا تو میرا دل مطمئن ہو گیا۔ اب میرے سامنے دو راستے ہو گئے۔ یا تو مَیں مسلسل حضرت عیسیٰ بن مریم کے آسمان سے نزول کا انتظار کئے جاؤں اور اس سے قبل دجال کا انتظار جس کی بعض ایسی صفات بیان کی گئی ہیں جو صرف خدا تعالیٰ کو زیبا ہیں جیسے احیائے موتی وغیرہ اور پھر جنّ بھوتوں کے قصے اور قرآنِ کریم میں ناسخ و منسوخ کے عقیدے سے چمٹا رہوں۔ یا پھر حضرت احمد علیہ السلام کو مسیح موعود اور امام مہدی مان لوں جنہوں نے اسلام کو خرافات سے پاک فرمایا ہے اور اسلام کے حسین چہرے کو نکھار کر پیش فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی دفاع فرمایا ہے۔ بہرحال مَیں نے خدا تعالیٰ سے مدد چاہی اور بہت دعا کی کہ وہ میری رہنمائی فرمائے اور حق اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ چنانچہ مَیں نے جماعت احمدیہ اور حضرت احمد علیہ السلام کی طرف ایک دلی میلان محسوس کیا۔ (مجھے لکھ رہے ہیں کہ) حضور! مَیں نے قانون پڑھا ہوا ہے۔ جب مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار سنے تو میرا جسم کانپنے لگا اور آنکھوں سے آنسو امڈ آئے، اور میں نے زور سے کہا کہ ایسے شعر کوئی مفتری نہیں کہہ سکتا۔ ایک مفتری کے سینے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی محبت کیسے ہو سکتی ہے؟ پھر ایک عجمی کا اتنی قوی اور فصیح و بلیغ عربی زبان کا استعمال کرنا بغیر خدائی تائید کے ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے ہدایت عطا فرمائی۔

مکرم لطیف مصطفی حریری صاحب شام سے لکھتے ہیں کہ مَیں ایک سادہ انسان ہوں۔ پڑھ لکھ نہیں سکتا اور نہ ہی میرے پاس کوئی وسائل ہیں۔ گزشتہ چار ماہ میں مَیں نے بہت سی خوابیں دیکھی ہیں کہ میری روح قبض کی جا رہی ہے۔ آخری خواب میں میں نے دیکھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم طرطوس شہر میں تشریف لائے ہیں اور ہمارے گھر کے ہی ایک کمرے میں تشریف فرما ہیں جسکا اصل میں ایک ہی دروازہ ہے۔ لیکن مجھے خواب میں اسکے دو دروازے نظر آئے، ایک مغرب کی طرف اور دوسرا قبلے کی طرف۔ میرے والد صاحب اس دروازے پر کھڑے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ رسول اللہ کو سلام کرو۔ میں نے سلام عرض کیا۔ جب میں نے مصافحہ کیا تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ٹھنڈی ہوا کا جھونکا میرے دل میں داخل ہوا اور اطمینانِ قلب نصیب ہوا۔ میں نے نظر اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں موجود ہیں۔ احمدیت قبول کرنے کے بارے میں مَیں نے استخارے کے بعد جس میں خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگی تھی کہ اے خدا! میں ایک سادہ اَن پڑھ انسان ہوں مجھے حق دکھا تو خدا تعالیٰ نے میرے عمل مجھے دکھائے جو اچھے نہیں تھے کیونکہ میں نماز کا بھی پابند نہیں تھا۔ اسکے بعد مَیں نے اپنے آپ کو اپنی والدہ کے ساتھ قبرستان میں دیکھا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام میری روح قبض کرنے آئے ہیں اور انہوں نے میری گردن پر ٹھوکر ماری ہے جس سے میری گردن پر ایک مہر کا سا نشان پڑ گیا ہے۔ اسکے بعد میں وہاں سے چل پڑا حتی کہ مَیں نے ایک نوجوان کو دیکھا اور میں نے اسے تعجب سے کہا کہ میری گردن پر امام مہدی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ یہ نشان میری گردن پر بھی ہے اور یہ بیعت کی مہر ہے۔

ایم.ٹی.اے انٹرنیشنل

ایم ٹی اے انٹرنیشنل میں اس وقت مینجمنٹ بورڈ کے ماتحت چودہ ڈیپارٹمنٹ کام کر رہے ہیں جن میں کل 122 مرد اور 63 خواتین ہیں جو اللہ کے فضل سے چوبیس گھنٹے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور ان میں سے اکثریت والنٹیئرز کی ہے۔ یہ تو آپ پہلے ہی سن چکے ہیں کہ اس دفعہ ایم ٹی اے العربیۃ بھی کچھ وقت کیلئے جلسے کی کارروائی علیحدہ نشر کر رہا ہے۔

ایم ٹی اے پر جو نئے پروگرام شروع ہوئے ہیں ان میں اردو میں راہِ ھدیٰ اور تاریخی حقائق، انگریزی میں Faith matters اور Real

Talk، بنگلہ میں شوتیر شندھانے (Shotter Shondhane)۔ڈچ زبان میں گفتگو کا پروگرام ہے۔عربی زبان میں کبابیر سے سبیل الھدیٰ ، براہِ راست ہفتہ وار پروگرام ہے اوران پروگراموں کا اللہ کے فضل سے بڑا فائدہ ہورہا ہے کیونکہ یہ لائیو پروگرام ہیں۔سوال جواب بھی ہوتے ہیں اوران کے ذریعے سے کافی بیعتیں بھی ہورہی ہیں۔

ایم.ٹی.اے کے ذریعہ سے بیعتیں

امیر صاحب امریکہ بیان کرتے ہیں کہ ڈیٹرائٹ امریکہ میں ایک عرب خاتون اوران کی والدہ نے ایم ٹی اے العربیہ کمپیوٹر پر دیکھا اور جماعت کے پیغام سے بہت متاثر ہوئیں۔مگر انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ پروگرام کہاں سے ٹیلی کاسٹ ہورہا ہے اور کیسے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔اس طرح اس پروگرام کے ذریعے ان کی احمدیت میں دلچسپی بڑھتی گئی اور انہوں نے احمدیت قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا۔جب انٹرنیشنل بیعت کا پروگرام دکھایا جارہا تھا تو انہوں نے جوشِ جذبات میں اپنے ویڈیو مانیٹر پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرلی اور جماعت میں شامل ہوگئیں۔بعد میں انہوں نے ڈیٹرائٹ جماعت سے رابطہ کیا۔

امسال جماعت احمدیہ بینن کو مختلف مقامات پر بالخصوص نومبائع جماعتوں میں ایم ٹی اے لگانے کی توفیق ملی۔اس بارے میں مختلف جگہوں سے بڑے ہی دلچسپ جذبات دیکھنے کو ملے۔ناصر احمد محمود لکھتے ہیں کہ کپانگ پاڈے(KpangPade) جماعت میں خاکسار اور ملک ریحان احمد مبلغ سلسلہ ایم ٹی اے لگانے گئے تو انسٹال کرنے پر اس جماعت کے ایک بزرگ عبداللطیف صاحب نے ہمیں بٹھالیا اور اللہ تعالیٰ کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور میرا بڑے پیارے انداز میں شکریہ ادا کرنے کے بعد رو پڑے اور کہنے لگے کہ میری عمر اس وقت پینسٹھ سال سے زائد ہے،نمعلوم کس وقت بلاوا آجائے۔جب سے امام مہدی علیہ السلام کو قبول کیا ہے میرے دل میں یہی کسک اور تڑپ رہی کہ کاش میری زندگی میں امام مہدی اوران کا خلیفہ میرے گھر میں بھی آئیں۔آج مَیں اپنے آپ کو سب سے زیادہ خوش قسمت محسوس کررہا ہوں۔میری تمام مرادیں مجھے مل گئیں۔امام مہدی بھی نظر آ گئے اور خلیفۃ المسیح بھی نظر آ گئے۔مَیں حضور کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

باسا ریجن سے ہمارے مبلغ مجیب صاحب لکھتے ہیں کہ انہوں نے ایم ٹی اے لگانے کے بعد دو جماعتوں ’اکباری‘ اور’ اپاپا اِیبوٗ‘ کا دورہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ خوشی خوشی ایم ٹی اے کے سامنے بیٹھے ہیں۔اور پوچھا کہ کچھ سمجھ بھی لگتی ہے کہ نہیں۔تو کہنے لگے کہ نہ تو ہمیں فرنچ آتی ہے نہ ان کی زبان۔جب معلم آتا ہے تو ہمیں کچھ بتا جاتا ہے اور ہم تو حضور کی بچوں کے ساتھ اور بڑوں کے ساتھ کلاس دیکھتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضور ہمارے اندر موجود ہیں۔اب تو ہمارے بچے بھی ویسے ہی کپڑے پہننے لگے ہیں جس طرح اس کلاس میں بچے بچیاں پورے تن بدن ڈھانک کر بیٹھتی ہیں۔

ایک افغانی خاتون سے ایک احمدی فیملی کا رابطہ ہوا۔جب انہیں علم ہوا کہ جن سے تعارف ہوا ہے وہ احمدی ہیں تو اس افغانی خاتون نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا کہ میں ایک لمبے عرصے سے ایم ٹی اے دیکھ رہی ہوں اور یہ جو بزرگ آتے ہیں ان کی بہت مدّاح ہوں کہ بڑے پیارے انداز سے وہ بچوں کو باتیں بتاتے ہیں اور اسلام سکھاتے ہیں۔جب انکا پروگرام آتا ہے تو میں بچوں کو ٹی۔وی کے سامنے بٹھا دیتی ہوں کیونکہ اس سے بہتر تربیت کا اور کوئی ذریعہ میرے پاس نہیں۔اب یہ فیملی احمدیت کے کافی قریب آ گئی ہے۔

دیگر ٹی وی اور ریڈیو پروگرامز

ایم ٹی اے کے علاوہ اس سال 1308 ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ 1441 گھنٹے اور 30 منٹ وقت ملا اور 10 کروڑ سے زائد افراد تک اس ذریعہ سے پیغام پہنچا۔

اور ریڈیو میں مختلف ممالک کے ملکی ریڈیو سٹیشنز پر 3303 گھنٹے پر مشتمل 4164 پروگرام نشر ہوئے۔جنکے ذریعے ایک محتاط اندازے کے مطابق سات کروڑ سے زائد افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔

افریقن ممالک میں ریڈیو کے ذریعے سے بھرپور فائدہ اٹھایا جارہا ہے۔برکینا فاسو میں جماعت کا جو ریڈیو اسلامک ہے اس سے دو ملین آبادی فائدہ اٹھا رہی ہے۔اسی طرح مالی میں بھی 1200 گھنٹوں پر مشتمل پروگرام ریڈیو چینلز پر نشر ہوئے۔سیرالیون میں روزانہ آٹھ گھنٹے کی نشریات ہوتی ہیں۔غانا میں جماعت کے پروگراموں کو کافی کوریج ملتی ہے۔263 گھنٹوں پر مشتمل 375 پروگرام نشر ہوئے۔نائیجیریا میں 112 گھنٹوں پر مشتمل 205 پروگرام نشر ہوئے۔اسی طرح ٹی۔وی پر 276 گھنٹوں پر مشتمل 374 پروگرام نشر ہوئے۔گیمبیا میں بھی میڈیا کافی کوریج دے رہا ہے اور اسی طرح مختلف ممالک ہیں گنی بساؤ، بینن ، آئیوری کوسٹ ، نائیجر، یوگنڈا، ٹوگو، مڈغاسکر، کانگو برازویل، کانگو کنشاسا، گیانا، جزائر فجی، سرینام، نیوزی لینڈ، انڈونیشیا، ہندوستان۔اور ہندوستان میں چنائی کے علاقے میں جو پروگرام ہورہے ہیں وہاں ان کا تامل بولنے والوں پر بڑا اچھا اثر ہوا ہے۔

ریڈیو سن کر بھی قبولیت احمدیت کے یا دوسرے دلچسپ واقعات سامنے آئے ہیں۔جماعت کے ریڈیو پروگرام بے حد مقبول ہیں۔بینن میں جوڈاسا ریجن ہے وہاں انہوں نے پہلی بار تبلیغی اور تربیتی پروگرام اور میرے خطبات سنانے شروع کئے۔ریڈیو کے مالک سے جب پہلا کنٹریکٹ ختم ہوا تو وہ ہمارے ریجنل مبلغ مجیب احمد منیر صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جب تک آپ معاہدہ نہیں کرتے تب تک کیلئے آپ اپنی کیسٹس ہمیں دے دیں ہم مفت ان کو نشر کرتے رہیں گے۔جس طرح آپ کی جماعت انسان کے اخلاق کو تعمیر کرنے کی کوشش کررہی ہے اس طرح کوئی اور جماعت نہیں۔اس لئے ہم معاہدے کے علاوہ بھی آپ لوگوں کی کیسٹس چلائیں گے۔

بینن کے شمال میں 615 کلومیٹر دور ایک شہر داسا پیانکو ہے جہاں کا ریڈیو اس سارے علاقے کو کور کرتا ہے۔وہاں کے مبلغ مظفر احمد ظفر صاحب ہر جمعہ کے دن میرا خطبہ نشر کرواتے ہیں۔تبلیغی پروگرام بھی کرتے ہیں۔وہ بتاتے ہیں کہ ایک دن ایک غیر احمدی مُلّاں نے ریڈیو سے وقت لے کر ہمارے خلاف زہر اگلا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کئے۔دورانِ پروگرام ہی اس شہر کے بادشاہ نے چیف نے ریڈیو والوں کو فون کیا کہ ہم جماعتِ احمدیہ کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتے۔احمدی تو اپنے پروگراموں میں اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرتے ہیں جبکہ مُلّاں فرقہ واریت کو ہوا دے رہا ہے اس کو بند کیا جائے۔اس پر ریڈیو والوں کو اس مُلّاں کا پروگرام بند کرنا پڑا اور پھر وہ وفد بن کر جماعت کے پاس معافی مانگنے آئے۔

بینن کے ریجن پوبے(Pobe) کے ریڈیو پر جماعت احمدیہ کا ہفتہ وار ، تبلیغی تربیتی پروگرام چلتا ہے۔لوکل مشنری یحییٰ صاحب یہ پروگرام کرتے ہیں۔چند دن پہلے ہی ایک پروگرام قرآنِ کریم اور بائبل کے حوالوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کے نبی ہونے اور خدا کا بیٹا نہ ہونے پر ہوا۔ایک پادری نے ریڈیو والوں کو فون پر دھمکیاں دینی شروع کردیں کہ یہ پروگرام بند کریں۔عیسائیت کی ساری عمارت زمین پر آ گری ہے۔اسے بند کریں ورنہ ریڈیو کو نقصان پہنچائیں گے۔ریڈیو کے مالک پر اس قدر پریشر تھا کہ ہمارا پروگرام جو ایک گھنٹے کا تھا درمیان میں بند کروا دیا گیا۔جس پر ہمارے ریجنل مبلغ قیصر محمود طاہر نے ریڈیو والوں سے اس پادری کا فون نمبر لے کر رابطہ کرنا چاہا تو پادری صاحب نے بات سننے سے انکار کردیا۔جب ہم نے ریڈیو کے ڈائریکٹر کو ساری تفصیل بتائی کہ ہم نے جو بھی بات کی ہے قرآنِ کریم اوران کی مقدس کتاب بائبل سے کی ہے اور اپنا تو کچھ بھی بیان نہیں کیا۔تو ڈائریکٹر صاحب نے ساری بات سمجھ کر اس پادری صاحب سے خود رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے گفتگو کرنے سے انکار کردیا۔پادری کے رویّہ اور جماعت احمدیہ کی سچائی کا اس ڈائریکٹر پر اتنا اچھا اثر ہوا کہ انہوں نے ہماری اسی قیمت میں وقت ایک گھنٹہ سے بڑھا کر دو گھنٹہ کر دیا۔بلکہ ڈیڑھ گھنٹے کا پروگرام فری بھی چلایا۔اور اللہ کے فضل سے پہلے سے بڑھ کر تبلیغ کا موقع مل گیا۔

احمدیہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز

احمدیہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز بھی اللہ کے فضل سے بڑا اچھا کام کررہے ہیں۔ان کے والنٹیئرز، نوجوان، ینگ لڑکے بھی، سٹوڈنٹس بھی اور انجینئرز وغیرہ بھی، افریقن ممالک میں جاکر پانی کے پمپ لگانے اور سولر انرجی کے پینل وغیرہ لگانے کا کافی کام کررہے ہیں اور بڑے سستے یہ سارے کام کررہے ہیں۔بڑی ریسرچ کرکے چیزیں تلاش کرتے ہیں پھر جاکر لگاتے ہیں۔اور اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے غانا ،بینن ، نائیجر، مالی، گیمبیا، سیرالیون اور برکینا فاسو میں 160 مقامات پر بجلی فراہم کی جاچکی ہے،اور سولر سسٹم لگایا جاچکا ہے۔برکینا فاسو اور بینن میں مزید پچیس پچیس سولر سسٹم بھجوا دیئے گئے ہیں۔اگست میں ہمارے انجینئرز کی ٹیم وہاں جاکر ان کو انسٹال کردے گی۔اور جہاں جہاں بجلی مہیا کی گئی ہے وہاں اللہ کے فضل سے لوگ ایم ٹی اے سے بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔اسکے علاوہ 1500 سولر لینٹرنس چھ ملکوں میں بھجوائی گئی ہیں۔

صاف پانی مہیا کرنے کا کام بھی ایسوسی ایشن کررہی ہے اور افریقہ کے مختلف ممالک کے دورے کرکے واٹر پمپ لگائے ہیں۔رپورٹ کے مطابق اب تک کل 485 ہینڈ پمپ لگائے جاچکے ہیں جن میں بینن میں 65 برکینا فاسو میں 189، غانا میں 34، آئیوری کوسٹ میں 51، نائیجر میں 60، گیمبیا میں 22، مالی میں 64 پمپ لگائے جاچکے ہیں اور اللہ کے فضل سے لاکھوں لوگ اس سے مستفید ہورہے ہیں۔

اور اسکے علاوہ مشن ہاؤسز کی تعمیر اور نقشے اور جو مختلف کام ہیں وہ بھی آرکیٹکٹ ایسوسی ایشن کررہی ہے۔اور کچھ ماڈل ویلیج بنانے کا بھی انکا پروگرام ہے جن کی تعمیر ابھی شروع ہوجائے گی انشاءاللہ۔پہلا جو ماڈل ویلیج ہے وہ برکینا فاسو میں مہدی آباد کے نام سے ایک گاؤں بنایا جارہا ہے۔اس میں پینے کا پانی ہر گھر میں ٹونٹی کے ذریعے سے اور بجلی کی فراہمی سولر پاور کے ذریعے سے مہیا کی جائے گی۔اسی طرح اس

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔
جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔

(ملفوظات،جلد 7،صفحہ 119)

طالبِ دُعا : سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترپیور،صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نماز کا مزا نہیں آتا ہے جب تک حضور نہ ہو
اور حضورِ قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو

(ملفوظات،جلد 6،صفحہ 146)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع وافراد خاندان ومرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

میں جو 400 افراد کی آبادی ہے اسے 26 ہزار لیٹر کا پانی اور سولر سٹریٹ لائٹس وغیرہ بھی اس گاؤں میں مہیا کی جائیں گی۔ زراعت کیلئے پانی فراہم کیا جائے گا جس سے وہ پھل اور سبزیاں لگائیں گے اور اس کیلئے ڈیزائننگ اور پلاننگ مکمل ہوگئی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس سال ایک گاؤں کا یہ منصوبہ بھی مکمل ہوجائے گا۔ اور ایک ایک کر کے پھر انشاءاللہ یہ سہولیات باقی کچھ ملکوں میں بھی مہیا کی جائیں گی۔

ہیومینٹی فرسٹ (Humanity First)

Humanity First جو کہ گزشتہ 16 سال سے خدمتِ انسانیت میں مصروف ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے 35 ممالک میں کام کر رہی ہے جن میں افریقہ کے 8 ممالک ہیں اور اسی طرح اَور مختلف ممالک ہیں جہاں بعض ہنگامی حالات کے علاوہ بھی ان کے یہ کام چل رہے ہیں۔ مثلاً لائبیریا میں انہوں نے کساوا پروسیسنگ پلانٹ لگایا ہے جس سے غریب کسانوں کو مفت کساوا وغیرہ پیسنے کی سہولت مہیا ہے۔ بیچنے کے بعد کمائی کرتے ہیں۔ انجینئر ایسوسی ایشن جو پمپ لگا رہی ہے اس میں بھی یہ کچھ حصہ ڈالتے ہیں اور ان کو مالی مدد دیتے ہیں۔ انکی رپورٹ کے مطابق، ان کے ذریعے سے جو پمپ لگائے گئے ہیں اور مدد کی گئی ہے اس میں 67.1 ملین یعنی سولہ لاکھ ستّر ہزار لوگوں کو پینے کا پانی مہیا کیا گیا ہے۔ میڈیکل کیمپس لگائے ہیں اور 51 ہزار 140 لوگوں کو طبی سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ 21,498 طلباء کو تعلیمی وظائف دیئے گئے۔ یتامیٰ کی پرورش کا انتظام بھی یہ لوگ کر رہے ہیں۔ بینن میں یتامیٰ کی ایک عمارت تعمیر کی جارہی ہے۔ 31 ہزار افراد کو لمبے وقت کیلئے روزانہ کی بنیاد پر خوراک مہیا کی جارہی ہے۔ بنگلہ دیش، فجی، ویسٹ سمووا، سولومن آئی لینڈ، فلپائن، یوگنڈا، کینیا، پولینڈ، برکینا فاسو، نائیجر وغیرہ میں متاثرہ لوگوں کو ضروریات مہیا کی جارہی ہیں۔ غزہ فلسطین میں بھی جنگ کے بعد بحالی کیلئے ہیومینٹی فرسٹ نے یو این او کے تحت کام کرنے والی تنظیموں کے ذریعے مدد کی۔ ہیٹی میں زلزلے سے متاثرین کی مدد کی گئی۔ اور قریباً 23 ہزار 400 مریضوں اور زخمیوں کا علاج کیا گیا۔ 169 ڈاکٹرز اور دیگر کارکنان کی گیارہ ٹیموں نے کام کیا۔ پانی کپڑے اور کھانے کی چیزیں تقسیم کی گئیں۔ سات یتیم خانوں اور ایک سکول کی ضروریات پوری کی گئیں۔ نادار، ضرورتمندوں اور یتیموں کی امداد بھی کی جاتی ہے۔ ہسپتالوں کے ذریعے سے افریقہ کے غریب ممالک میں چودہ ہزار سے زائد مریضوں کا ان کے علاقے میں پہنچ کر علاج کیا گیا۔ ادویات تقسیم کی گئیں۔ ہندوستان میں بھی ہماری ڈسپنسریز کام کر رہی ہیں، ان کو وہاں دوائیں مہیا کی گئیں۔ ہندوستان میں 4 کروڑ 4 لاکھ 83 ہزار روپے کی رقم غرباء اور ضرورتمند احباب پر خرچ کی گئی، دوائیاں تقسیم کی گئیں۔ ماریشس اور یوکے (UK) کے خدام نے بھی خدمتِ خلق کا کام کیا۔ UK کے خدمتِ خلق کے پروگرام کے تحت ایک لاکھ چونسٹھ ہزار پاؤنڈ کے فنڈ مہیا کئے گئے اور اس کے تحت مختلف چیریٹیز کو دیا گیا۔

امیر صاحب برکینا فاسو بیان کرتے ہیں کہ اس سال اب تک آئی کیمپوں میں ہم نے دوسو چھیالیس مریضوں کے موتیا کے مفت آپریشن کئے۔ اور اب تک 1423 مریضوں کے مفت آپریشن کر چکے ہیں۔

افریقہ کے مختلف ممالک میں قیدیوں سے رابطہ کر کے ان کی خبرگیری کی جارہی ہے۔

مجلس نصرت جہاں

مجلس نصرت جہاں اس وقت افریقہ کے 12 ممالک میں ہے۔ اسکے تحت 39 ہسپتال اور کلینک کام کر رہے ہیں۔ جن میں ہمارے 41 ڈاکٹر خدمت میں مصروف ہیں۔ اسکے علاوہ 12 ممالک میں ہمارے 656 ہائر سیکنڈری اسکول، جونیئر سیکنڈری سکول اور پرائمری سکول کام کر رہے ہیں۔ داسا، بینن میں کرایہ کی ایک عمارت میں نیا ہسپتال کھولا گیا ہے۔ پاراکو میں ہسپتال کا افتتاح ہوا۔

اسی طرح ہمارے ہسپتال جو کام کر رہے ہیں ان کی بعض رپورٹس ہیں۔ ڈاکٹر خاور احمد منصور صاحب پاراکو (بینن) سے کہتے ہیں کہ اگست 2009ء کے مہینے میں ایک آدمی آیا چودہ سال قبل اس کے مثانے میں تکلیف ہوئی تھی اور اس کا پیشاب بند ہوگیا تھا۔ اس وقت اس نے ہر جگہ علاج کروایا۔ ڈاکٹرز نے بس یہی ایک حل نکالا کہ مثانے کے اوپر پیٹ میں ایک مصنوعی نالی لگادی جائے جو پیٹ سے ہر وقت لٹکی رہے۔ چنانچہ اس نے اس طرح چودہ سال گزار دیئے، وہ آیا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ہسپتال میں خدا تعالیٰ نے بڑی شفا رکھی ہے۔ کہتے ہیں اسکی کہانی سن کر اور اس سوچ کے تحت کہ خدا کے اس بندے کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے ہسپتال سے علاج کروانے کا خیال آخر ایسے ہی نہیں آیا اس میں خدا تعالیٰ کی کوئی خاص حکمت ہوگی اور شاید خدا تعالیٰ کوئی معجزہ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ ہمارے ڈاکٹر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی پاک سوچ کے ساتھ یہ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ سوچ کر آخر اس کیس کو لینے کا فیصلہ کیا اور دعا اور صدقے سے اسکے مثانے کا آپریشن کیا تو بہت complications سامنے آئیں۔ مگر واقعتاً اس وقت خدا تعالیٰ کی کوئی خاص تائید ونصرت میرے ساتھ تھی کہ آپریشن کے دوران مثانے کی چودہ سال بند اور ناممکن نالیاں ایک ایک کر کے کھلتی گئیں اور بالآخر اس کے تمام ٹشوز نے کام کرنا شروع کر دیا اور جو external نالی پیٹ میں لگائی گئی تھی اس کو ختم کیا اور چودہ سال کے بعد دوبارہ پیٹ کے اندر خدا تعالیٰ کے تخلیقی نظام سے منسلک کیا گیا تو اسکے مثانے کی صورتِ حال نارمل بن گئی۔ اس مریض کیلئے بھی یہ بات ایک معجزہ سے کم نہیں تھی۔

اسی طرح کینیا کے علاقہ شیانڈہ کے ہسپتال کے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مریضہ جس کا گھٹنا سوجا ہوا تھا اور کئی سالوں کی بیماری سے ٹانگ اکٹھی ہوگئی تھی اور کسی علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا تھا۔ اس کا خاوند نیروبی میں ایک بڑا پولیس افسر ہے۔ اس نے کافی کوشش کی۔ آخر تنگ آکر اسے لاعلاج قرار دے دیا گیا اور ایک کمرے میں چھوڑ دیا گیا۔ اسے کسی ذریعے سے ہمارے ہسپتال کا پتہ چلا۔ گھر والوں نے سوچا کہ چلو یہاں بھی ٹرائی (Try) کر لیتے ہیں۔ جب ہم نے علاج کیا تو پانچ دن میں وہ چلنے کے قابل ہوگئی۔ پھر ایک ماہ علاج چلتا رہا اور آہستہ آہستہ اس کی ٹانگ قریباً سیدھی ہوگئی۔ اب جب لوگ اسے چلتا دیکھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ ہمارے ہسپتال میں اعجازی شفا کے نمونے کا ایک چلتا پھرتا اشتہار بن گئی ہے اور اس علاقے سے کثرت سے مریض ہمارے ہسپتال میں آرہے ہیں۔

اسی طرح ربوہ میں بھی طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ، فضلِ عمر ہسپتال بڑی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

تحریکِ وقفِ نو

تحریکِ وقفِ نو، اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال 2 ہزار 139 واقفین نو کا اضافہ ہوا ہے۔ اس اضافے کے ساتھ واقفین کی کل تعداد 41 ہزار 220 ہوگئی ہے اور 87 ممالک سے واقفین شامل ہیں۔ لڑکوں کی تعداد 26 ہزار 67 ہے اور لڑکیوں کی تعداد 15 ہزار 153 ہے۔ پاکستان کے واقفینِ نو کی مجموعی تعداد 24 ہزار 309 ہے۔ بیرونِ پاکستان 16 ہزار 911 ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک 98 واقفین اپنی تعلیم مکمل کر کے اپنی خدمات جماعت کو پیش کر چکے ہیں اور مصروفِ عمل ہیں۔ واقفینِ نو میں بھی سب سے زیادہ پاکستان میں، ربوہ میں ہیں۔

احمدیہ ویب سائٹ

ایک احمدیہ ویب سائٹ ہے اس میں بھی مختلف زبانوں میں کافی لٹریچر موجود ہے۔

پریس اینڈ پبلیکیشن

پریس اینڈ پبلیکیشن کا شعبہ ہے، اس کے تحت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا کام ہو رہا ہے۔

نومبائعین سے رابطہ

نومبائعین سے رابطہ ایک بہت اہم کام ہے۔ ایک رابطہ جو ٹوٹ گیا تھا اس کو نئے سرے سے بحال کیا گیا ہے۔ اور اس میں ہمیشہ کی طرح غانا سرِ فہرست ہے۔ انہوں نے دورانِ سال ساٹھ ہزار مزید نومبائعین سے رابطہ بحال کیا ہے۔ اور گزشتہ پانچ سالوں میں اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے 8 لاکھ 78 ہزار 800 نومبائعین سے رابطہ بحال کر چکے ہیں۔ دوسرے نمبر پر نائیجیریا ہے انہوں نے امسال 34 ہزار نومبائعین سے رابطہ بحال کیا ہے اس طرح اب تک یہ کل 5 لاکھ 21 ہزار نومبائعین سے رابطہ بحال کر چکے ہیں جو پچھلے کئی سالوں سے ختم ہو چکا تھا۔ بورکینا فاسو ہے، انہوں نے اس سال 16 ہزار 600 نومبائعین سے رابطہ زندہ کیا ہے۔ اور اب تک 2 لاکھ 19 ہزار سے رابطہ بحال کر چکے ہیں۔ آئیوری کوسٹ نے 11 ہزار نومبائعین سے رابطہ کیا ہے۔ ان چار سالوں میں 47 ہزار نومبائعین سے رابطہ کر چکے ہیں۔ سیرالیون نے اس سال 165 گاؤں کے 65 ہزار نومبائعین سے رابطہ کیا ہے اور ان کو نظام میں شامل کیا ہے، اس طرح ایک لاکھ ایک ہزار آٹھ سو نو (101809) نومبائعین سے رابطہ کر چکے ہیں۔ ہندوستان میں جو دورانِ سال رابطے ہوئے ہیں وہ ایک ہزار 811 ہیں۔ اور اب تک 79 ہزار 712 نومبائعین سے رابطے بحال ہو چکے ہیں۔ بنگلہ دیش نے اللہ کے فضل سے ایک ہزار پانچ سو (1500) سے زائد نومبائعین سے اپنا رابطہ زندہ کیا ہے۔ کینیا نے 10 ہزار نومبائعین سے رابطہ بحال کیا ہے۔ اور 42 ہزار نومبائعین سے رابطہ قائم کر چکے ہیں۔ کینیا نے ایتھوپیا میں وفود بھیج کر 965 نومبائعین سے رابطہ قائم کیا ہے، صومالیہ میں بھی 456 نومبائعین سے رابطہ کیا گیا ہے۔ یوگنڈا میں اس سال 30 مقامات پر 4 ہزار سے زائد نومبائعین سے رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ بینن نے 265 دیہات کے 24 ہزار 700 نومبائعین سے رابطہ قائم کیا۔ لائبیریا نے دورانِ سال مزید 750 نومبائعین سے رابطہ قائم کیا وہاں پر پہلے بھی بیعتیں تھوڑی تھیں۔ مالی نے 3 ہزار 3 سو نومبائعین سے رابطہ قائم کیا۔

نئی بیعتوں کی تعداد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال اب تک بیعتوں کی کل تعداد 4 لاکھ 58 ہزار 760 ہے۔ 119 ممالک سے 407 قومیں احمدیت میں شامل ہوئی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کل عالمی بیعت میں ان کی نمائندگی ہوگی۔

جماعت نائیجیریا کو اس سال ایک لاکھ 41 ہزار بیعتوں کی توفیق ملی۔ 43 نئی جماعتیں بنی ہیں۔ 72

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی کو صحت کی حالت میں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرے اور نہ صرف باقاعدگی اختیار کرے بلکہ باجماعت نمازوں کی طرف بھی توجہ دے۔

(خطبہ جمعہ 14/جنوری 2005ء)

طالبِ دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بننا چاہتا ہے، اس کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے...... تو اس کیلئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ اللہ کی عبادت کی طرف توجہ دے اور اس کیلئے سب سے ضروری چیز نماز باجماعت کی ادائیگی ہے۔

(خطبہ جمعہ 14/جنوری 2005ء)

طالبِ دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

مقامات پر پہلی بار احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ جماعت احمدیہ غانا کو 47 ہزار سے زائد بیعتوں کی توفیق ملی ہے۔ 10 مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ 14 مقامات پر جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ مالی میں 94 ہزار بیعتیں ہوئی ہیں۔ 101 نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ 35 نئی جماعتیں بنی ہیں۔ برکینا فاسو میں 23 ہزار 265 لوگ دورانِ سال احمدیت میں داخل ہوئے۔ 79 مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا۔ اور 42 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ آئیوری کوسٹ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دورانِ سال 10 ہزار 700 بیعتیں ہوئیں۔ اور 28 مقامات پر پہلی بار احمدیت کا نفوذ ہوا۔ سینیگال کو اس سال 35 ہزار سے اوپر بیعتوں کی توفیق ملی۔ جماعت احمدیہ بینن کو اس سال 21 ہزار سے زائد بیعتوں کی توفیق ملی۔ جماعت نائیجر کو امسال 15 ہزار سے زائد بیعتوں کی توفیق ملی۔ یوگنڈا کو اس سال 5 ہزار سے زائد بیعتوں کی توفیق ملی۔ یہاں 16 نئے مقامات پر جماعت کا نفوذ ہوا ہے۔ کینیا کو اس سال 3 ہزار 793 بیعتوں اور صومالیہ کو 140 کے حصول کی توفیق ملی۔ ایتھوپیا میں 111 بیعتیں ہوئیں۔ اس سال سیرالیون کو 31 ہزار 600 بیعتوں کی توفیق ملی۔ اور 125 نئی جماعتیں بنی ہیں۔ کانگو برازویل کو دورانِ سال 10 ہزار نئی بیعتیں حاصل ہوئیں۔ ہندوستان میں اس سال 2 ہزار 895 بیعتیں ہوئیں۔ اور پندرہ ائمہ مساجد اور ایک مفتی صاحب نے بھی احمدیت قبول کی اور اللہ کے فضل سے ایمان اور اخلاص سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اب یہ تمام ممالک جو ہیں جہاں بیعتیں ہو رہی ہیں، ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ نومبائعین سے رابطے کے ساتھ ساتھ، جن سے پچھلے رابطے قائم کر رہے ہیں ان کو رابطوں میں مضبوط تر کرنا ہے۔ اور ایک لمحے کیلئے بھی ان سے نظریں نہیں اٹھانیں۔

بیعتوں کے دوران بعض واقعات

امیر صاحب بینن لکھتے ہیں کہ لاہور کی دو مساجد میں ہونے والی شہادتوں کو جماعت احمدیہ بینن میں جہاں جہاں ایم.ٹی.اے کی سہولت موجود تھی، عوام نے دیکھا اور بعض جگہوں پر احمدی تو احمدی، غیر احمدی عیسائی بھی رو رہے تھے۔ پوبے (Pobe) ریجن کے مبلغ سلسلہ قیصر محمود طاہر بتاتے ہیں کہ اس سے اگلے دن ان کے ریجنل صدران کی میٹنگ تھی۔ اس دن تمام جماعتوں کے صدران نے کہا کہ ہمیں بتائیں ہم اپنے ان بھائیوں کیلئے کیا کر سکتے ہیں؟ ان سب کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور بعض نومبائعین نے تو جذبات میں آ کر کہا کہ ہمیں بھی انتقام لینا چاہئے۔ جس پر ان کو میرا بتایا اور ارشادات سنائے گئے کہ حضور نے صبر اور دعاؤں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہی ہمارا انتقام ہے۔ انہی دنوں ایک عیسائی آدیچے کادیو صاحب جو کچھ عرصے سے ہمارے لوکل معلم کے زیرِ تبلیغ چلے آ رہے تھے۔ تمام دلائل سننے کے بعد بھی ماننے کو نہیں آتے تھے انہوں نے جب اس واقعہ کو ٹی وی پر دیکھا اور پھر میرا خطبہ سنا کہ ہم نے صبر کرنا ہے اور دعائیں کرنی ہیں تو بے اختیار اس نے کہا یہ کام ایک سچی جماعت کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا اور اسی لمحے اس نے بیعت کر لی۔

بینن کے شمال مشرق کے ایک شہر باسیلہ میں ہمارے لوکل مشنری آلیو حسینی صاحب وہاں کے ریجنل ریڈیو پر ہفتہ وار تبلیغ کرتے ہیں۔ 28/جون 2010ء کو تبلیغ جاری تھی کہ فون آنے شروع ہوئے کہ امام صاحب آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ دیکھتے نہیں کہ ہمارے علاقے میں قحط سالی ہے اور فصلیں سڑ گئی ہیں، جل رہی ہیں، اب تو جانور بھی بھوکے رہنے لگے ہیں۔ آپ لوگوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں تو دعا کر کے بارش کیوں نہیں برسوا لیتے۔ آلیو صاحب بیان کرتے ہیں کہ ریڈیو پر تبلیغ کے دوران مَیں نے اعلان کیا کہ قحط سالی عوام کی شامتِ اعمال سے ہوتی ہے اور قرآنِ کریم میں لکھا ہے کہ جو لوگ خدائے رب العالمین سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں وہ ان پر بارش برساتا ہے۔ تو میں عوام کو اس طرف بلاتا ہوں کہ آؤ سارے مل کر اپنی اپنی جگہ استغفار کریں اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور بارش کے نزول کیلئے دعا کریں۔ چنانچہ ریڈیو پر ہی مَیں نے دعائے مغفرت اور دعائے استسقاء کی اور بارش برسنے کیلئے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی۔ موسلا دھار بارش ہوئی اور جل تھل ہو گیا۔ اس رحمتِ خداوندی کے ظہور کے بعد اس علاقے میں بفضلہٖ تعالیٰ سات سو بیعتیں ہوئیں۔

ضیاء اللہ ظفر صاحب مربی سلسلہ لونسر (Lunsar) (سیرالیون) بیان کرتے ہیں کہ جلسہ سیرالیون کے بعد ایک گاؤں میں تبلیغ کیلئے گئے تو وہاں جلسے میں شامل ہونے والے دوست سلیمان کمارا نے جب بیعت کی تو خاکسار نے استفسار کیا کہ آپ نے ایسی کیا بات دیکھی جس کی بنا پر آپ احمدیت قبول کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں اس بار جب جلسے میں شامل ہوا تو میں نے وہاں ایسی باتیں دیکھیں جو دنیا کے میلوں ٹھیلوں میں نہیں پائی جاتیں۔ اتنے سارے لوگ صبح نمازِ تہجد ادا کرتے ہیں۔ جلسے کا انتظام غیر معمولی تھا۔ اتنے سب افراد کو وافر کھانا دینا، پانی مہیا کرنا، بہترین رہائش مہیا کرنا، علاوہ ازیں اتنے تمام لوگوں کا پورے سکون سے بیٹھ کر سارے پروگرام کو سننا ایسے امور تھے جنہوں نے میرا دل کھینچ لیا اور میں بیعت کئے بنا نہیں رہ سکا۔

ناصر محمود صاحب کینیا سے لکھتے ہیں کہ Kifyonzo نامی گاؤں میں کافی عرصے سے ایک چھوٹی سی جماعت قائم ہے، اس جگہ پر دورانِ سال ایک تبلیغی میٹنگ رکھی گئی۔ یہ علاقہ کافی دور واقع ہے۔ جب یہاں تبلیغی جلسے کرنے کا پروگرام بنا تو وہ شدید بارشوں کے دن تھے اور اس دن بھی رات سے مسلسل بارش ہو رہی تھی۔ صبح جب ہم مشن ہاؤس سے اس جگہ کیلئے نکلے تو خاکسار اور وفد میں موجود احباب کو تشویش لاحق تھی کہ شاید آج جلسہ نہ ہو سکے مگر طے یہی پایا کہ اللہ کی راہ میں نکل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود مدد فرمائے گا۔ سارا راستہ شدید بارش جاری رہی جس کی وجہ سے راستہ میں شدید پھسلن اور کیچڑ تھا۔ خاکسار کے ساتھ موجود بعض احباب جنہوں نے پہلے راستہ نہیں دیکھا تھا انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ اس راستہ میں تو عام حالات میں سفر کرنا ممکن نہیں ہے کجا یہ کہ یہاں شدید بارش ہے۔ بہرحال ہم وہاں منزل تک پہنچ گئے اور خوشی یہ ہوئی کہ لوگ وہاں موجود تھے جن کو دیکھ کر ان کو بھی حیرت ہوئی اور خوشی بھی ہوئی۔ حیرت اس بات کی کہ عام حالات اور دنوں میں بھی اس قدر لوگ تبلیغی جلسوں میں حاضر نہیں ہوتے لیکن اس قدر شدید خراب موسم میں بھی موجود تھے۔ اور خوشی اس بات کی کہ سب آج وقت کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام سننے کیلئے موجود ہیں تو وہاں اس طرح جذبہ سے لوگ آئے۔

رؤیا صادقہ کے ذریعے قبولِ احمدیت کے واقعات

رؤیائے صادقہ کے ذریعہ قبول احمدیت کے کچھ واقعات بیان کر دیتا ہوں۔

۞ امیر صاحب بورکینا فاسو لکھتے ہیں کہ درابوالحسن معلم رِدگو لکھتے ہیں کہ خاکسار جب ایک گاؤں وروکوں میں تبلیغ کے لئے گیا تو رات کو تبلیغ کی۔ تمام اختلافی مسائل کے بعد ان کو جماعت کا نظام بتانے لگا اور خلیفہ وقت کا بتایا تو امام وانی سعیدو صاحب نے مجھے روک کر کہا کہ آپ نے خلیفہ کا لفظ بولا ہے۔ مَیں آپ کو اپنا ایک خواب سنانا چاہتا ہوں جو کہ آج تعبیر ہو کر میرے سامنے آیا ہے۔ یہ خواب کافی عرصہ پہلے دیکھا تھا لیکن مَیں نے کسی کو نہیں سنایا۔ جب آپ نے لفظ خلیفہ بولا تو مجھے اپنی خواب یاد آ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ خلیفہ وقت آئے ہیں اور ہم گاؤں کے تمام لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ اور خلیفہ وقت کھڑے ہیں اور لوگوں کو اٹھا رہے ہیں اور میں نیند سے اسی حالت میں بیدار ہو جاتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ہمارا گاؤں بہت دُور جنگل میں ہے جہاں کوئی بھی تبلیغ کے لئے نہیں آتا۔ صرف آپ ہی ہیں جو آئے ہیں۔ معلم صاحب نے ان کو بتایا کہ اس وقت دنیا میں خلیفۂ وقت کی یہ نعمت صرف جماعتِ احمدیہ کے پاس ہے۔ ایک خلیفہ ہے جو دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلا رہا ہے۔ وہ کھڑے ہیں اور آپ سوئے ہوئے لوگوں کو جگا رہے ہیں۔ الحمدللہ اس خواب کی بدولت امام صاحب سمیت دو سو پچیس افراد جماعت میں شامل ہوئے۔

۞ امیر صاحب بورکینا فاسو لکھتے ہیں کہ لیو (Leo) ریجن کے ایک دوست بارے عثمان صاحب نے بیان کیا کہ میں احمدیت کا شدید مخالف تھا اور جب لوگ احمدیت کے خلاف تبلیغ کرتے تو مجھے اچھا لگتا تھا۔ جب ریڈیو اسلامک احمدیہ لیو (Leo) شروع ہوا تو مَیں اپنی نفرت کی وجہ سے ریڈیو نہ سنتا تھا اور جب ایک دن پتہ چلا کہ ریڈیو کا انٹینا گر گیا تو لوگوں نے کہنا شروع کیا، دیکھا جھوٹ تھا اس لئے ان کے ریڈیو کا انٹینا گر گیا ہے۔ وہاں بڑا طوفان آیا تھا۔ ایک دن میں سویا ہوا تھا تو خواب میں ایک آدمی بالکل سفید لباس میں نظر آیا۔ مَیں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو اس نے بتایا کہ وہ خدا تعالیٰ کا فرشتہ ہے۔ پھر اس فرشتے نے کہا کہ لوگ جو کہہ رہے ہیں کہ احمدیہ ریڈیو کا انٹینا جھوٹا ہونے کی وجہ سے گرا ہے یہ غلط بات ہے۔ خدا تعالیٰ بہت جلد اس سے بہتر انٹینا لے آئے گا۔ لوگوں کی باتوں کو چھوڑو۔ یہ لوگ منافق ہیں۔ سچائی صرف احمدیت ہی میں ہے۔ پھر مَیں نے اس فرشتے سے پوچھا کہ میں سچائی کو کس طرح جان سکتا ہوں۔ اس فرشتے نے کہا کہ صرف ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پکڑ لو۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ اس خواب کے بعد احمدیت کی سچائی میں کوئی شک باقی نہ رہ گیا۔ اس خواب کے بعد ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ ریڈیو پر احمدیت کا پیغام سنا اور اس میں بار بار ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ذکر آ رہا تھا۔ دراصل یہ خطبہ کا ترجمہ نشر ہو رہا تھا جو اس نے سنا۔ چنانچہ اس کے بعد بارے عثمان صاحب آئے اور اپنے تمام سوالوں کا جواب پا کر بہت خوش ہوئے۔ اور پھر مجھے بھی انہوں نے ٹی وی پر دیکھا اور کہا کہ بس میں آپ کے ساتھ ہوں اور بیعت کرتا ہوں۔ دعا کریں کہ جب میں اگلی دفعہ آؤں تو میرا پورا گاؤں احمدیت میں داخل ہو چکا ہو۔

۞ بینن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ نومبر 2009ء میں ہمارے لوکل مشنری حسینی آلیو صاحب باسیلہ ریجن کے گاؤں واقے (Wake) میں تبلیغ کی غرض سے گئے۔ تبلیغ جاری تھی کہ ایک آدمی محمد نامی صاحب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ٹھہرو میں تمہیں اپنی خواب بتاتا ہوں جو چند دن ہوئے میں نے دیکھا ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا مجمع ہے۔ خوبصورت سٹیج ہے اور ایک روحانی ماحول ہے اور ہر لمحہ

NISHA LEATHER
Specialist in :
Leather Belts, Ladies & Gents Bag
Jackets, Wallets, etc
WHOLE SALE & RETAILER
19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087
(Beside Austin Car Showroom)
Contact No : 2249-7133
طالب دعا: افراد خاندان مکرم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ کلکتہ (بنگال)

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدر آباد
(تلنگانہ)

KONARK
Nursery
Hyderabad
MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

ربّ کی باتیں ہورہی ہیں۔ یہ بڑا مجمع افریقیوں کا ہے لیکن چند ایک White، سفید فام آدمی بھی ہیں۔ اور تم جو باتیں کررہے ہو ایسی ہی باتیں وہاں بھی بار بار آکر لوگ کرتے ہیں۔ یہ لوگ خدا کی حقیقت بتاتے ہیں اور اصل مذہب کی پہچان کروا رہے ہیں۔ خواب سنانے کے بعد کہنے لگے کہ باتیں تو تمہاری ویسی ہی ہیں مگر نظارہ وہ نہیں ہے جو میں نے دیکھا ہے۔ اس پر ہمارے لوکل مشنری نے ان سے کہا کہ بیس پچیس دن کے بعد 18 دسمبر 2009ء کو ہمارا جلسہ ہے، وہ آکر اٹینڈ (Attend) کرو۔ چنانچہ اس کے پروگرام میں وہ آکر شامل ہوئے اور پہلا ہی دن گزرا تھا کہ شام کو بڑے جذباتی ہوکر آئے اور روتے ہوئے بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہوگئے کہ یہی نظارہ مَیں نے دیکھا تھا اور دو سو تیس مزید بیعتیں بھی اس گاؤں سے ملیں۔

✿ مالی (Mali) میں کولنجیا سے پندرہ کلو میٹر دور ایک گاؤں فلا لاکونی سے ایک شخص ڈومبیا عبدو دومبیا صاحب مشن ہاؤس آئے اور انہوں نے بتایا کہ مَیں احمدیوں کو اچھا نہیں سمجھتا تھا لیکن کل رات مَیں نے خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں آئے ہیں اور آپ نے فرمایا احمدی سچے ہیں اور میری آنکھ کھل گئی۔ اس لئے مَیں آپ کے پاس آیا ہوں اور اپنی فیملی سمیت اکتیس افراد کے ساتھ احمدیت میں داخل ہوتا ہوں۔ اور تمام چندہ جات میں شامل ہونے کا وعدہ کرتا ہوں۔

✿ کرغزستان کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ نو احمدی تنچ تک (Tinchtik) صاحب جب زیرِ تبلیغ تھے اور گاہے بگاہے مشن ہاؤس تشریف لایا کرتے تھے تو بیعت سے قبل انہوں نے ایک خواب دیکھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصے سے جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا لیکن تا حال بیعت کے لئے شرح صدر نہیں تھی۔ انہی ایام میں ایک رات خاکسار نے خواب دیکھا کہ چھت پر ایک کالی شبیہ نظر آتی ہے۔ اس وقت میں فوراً سورۃ فاتحہ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ورد کرتا ہوں۔ اس کے بعد مجھے خواب میں ایک سفید ورق دکھایا جاتا ہے جس کے اوپر عربی میں کچھ لائنیں لکھی ہوئی ہیں۔ ان کو پڑھنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ اس کے فوراً بعد دیکھتا ہوں کہ بائیں طرف اوپر کونے میں رشین میں لکھا ہوا تھا کہ 'اسلام حقیقی دین' اور اونچی آواز آ رہی تھی کہ احمدیت حقیقی اسلام۔ اس خواب کے بعد میرا دل مطمئن ہوگیا اور میں نے فوراً بیعت کرلی۔

✿ مراکش کے ایک دوست نے خواب دیکھا کہ بہت سے لوگ مسجد کی طرف جا رہے ہیں۔ مَیں بہت پریشان تھا کہ مَیں کس مسجد کی طرف جاؤں۔ تب کسی نے کہا کہ دائیں ہاتھ والی مسجد میں جاؤ۔ اس وقت تمام مساجد میں خطبہ ہو رہا تھا لیکن اس مسجد میں جو امام خطبہ دے رہے تھے ان کی داڑھی سفید تھی اور سر پر پگڑی باندھی ہوئی تھی۔ جب ان کا خطبہ شروع ہوا تو دوسرے مولویوں کا خطبہ بند ہوگیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس خواب کا ان کے دل و دماغ پر بڑا اثر تھا۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے پھر خواب دیکھا کہ میں مسجد سے باہر آیا ہوں۔ لوگ قطاروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور اسی طرح آخر پر ایک شخص بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے اچانک ایم.ٹی.اے دیکھا تو جماعت احمدیہ کے بارے میں پتہ چلا۔ جب خلیفۃ المسیح الخامس کو دیکھا تو پہچان لیا۔ یہ تو وہی تھے جو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور دوسرے خواب میں بیعت لے رہے تھے۔ یہ دیکھ کر مَیں نے بیعت کرلی۔

نو احمدیوں کے اخلاص اور ثبات قدم کے واقعات

جب بھی جماعت میں وسعت پیدا ہوتی ہے، تبلیغ زیادہ ہوتی ہے، بیعتیں زیادہ ہوتی ہیں تو مخالفین کی مخالفتیں بھی زیادہ ہوجاتی ہیں۔ اور ان کی کوششیں ہوتی ہیں کہ نومبائعین کو خاص طور پر لالچ سے، ڈرا دھمکا کر احمدیت سے دور ہٹایا جائے۔ تو اس بارے میں بھی چند ایک واقعات ہیں۔

✿ بورکینا فاسو کے تنکوڈوگو ریجن کے گاؤں گانزورگو کے چیف نے ہمارے مبلغین کو تبلیغ کی دعوت دی۔ پروگرام کے مطابق 22 اپریل 2010ء کو ہمارا وفد تبلیغ کے لئے پہنچا۔ وہاں پہنچنے سے قبل ہی گاؤں کے مرد، عورتیں، بچے سب مسجد میں جمع ہو چکے تھے اور مسجد بھر چکی تھی۔ تبلیغ شروع ہوئی جو قریباً ساڑھے تین گھنٹے تک جاری رہی۔ سوال و جواب کے اختتام پر گاؤں کے چیف نے کھڑے ہوکر کہا کہ ہم ریڈیو سن کر قریبی جماعت سے آپ کے متعلق معلومات لے کر پہلے ہی مطمئن ہو چکے تھے۔ صرف آپ کی آمد کا انتظار تھا۔ تمام گاؤں آپ کے ساتھ ہے اور اس گاؤں میں اگر کوئی تبلیغی و تربیتی پروگرام ہوگا تو صرف جماعت احمدیہ ہی اس پروگرام کو کرنے کی مجاز ہوگی۔ چونکہ ہم نے شہر کے علماء کو یہاں آنے کی دعوت دی تا کہ وہ ہماری اور ہمارے بچوں کی تربیت کا انتظام کریں مگر وہ نہیں آئے۔ اُن لوگوں کے پاس ہم خود بھی گئے لیکن پھر بھی وہ اس کام کے لئے نہیں آئے۔ جبکہ جماعت احمدیہ کو ہم نے صرف پیغام بھجوایا ہے اور آپ لوگ تکلیف دہ سفر کرکے پہنچ گئے ہیں۔ ہمیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے، ہمارے لئے صرف یہی دلیل کافی ہے کہ ہمارے ایک پیغام پر آپ ہمارے پاس پہنچ گئے ہیں۔ ہمارے معلمین ان کو سمجھاتے اور مزید تحقیق کرنے کو کہتے مگر وہ یہی کہتے رہے کہ آپ کیوں خوف کرتے ہیں کہ ہم پھسل جائیں گے؟ ہرگز نہیں۔ ہمیں کوئی احمدیت سے دور نہیں کرسکتا۔ اب صرف احمدیت ہی اس گاؤں میں جگہ لے گی۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد جب سارا گاؤں احمدیت کی آغوش میں آ چکا تو ہمارے مبلغین نے دوبارہ 25 جون کو دورہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس گاؤں میں گئے تو چیف نے بتایا کہ ہماری تبلیغ کے بعد غیر احمدی مُلّاں تین مرتبہ اس گاؤں میں آ چکے ہیں اور احمدیت سے دور رہنے کا کہہ چکے ہیں لیکن ہمارا ان سے یہی سوال رہا ہے کہ آپ اُس وقت کہاں تھے جب ہمیں آپ کی ضرورت تھی۔ ہم نے دل سے احمدیت قبول کر لی ہے، اب ہمیں کیوں بہکانے کے لئے آگئے ہو۔ اس نے کہا کہ ہم نے دل سے احمدیت قبول کیا ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ جتنے مرضی گروپ آئیں آپ ہمیں ثابت قدم پائیں گے۔ احمدیت کی وجہ سے ہم ہر قسم کے نقصان کے لئے تیار ہیں۔ خواہ یہ آگیں لگائیں، گردنیں کاٹیں، جانور ذبح کر دیں، کھیت جلا دیں پھر بھی ہم احمدیت سے دُور نہیں ہٹیں گے۔ یہ ایمان ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر ان لوگوں میں پیدا ہوا ہے جو جنگلوں میں رہنے والے ہیں۔

✿ مبلغِ سلسلہ رومانیہ لکھتے ہیں کہ اس سال جنوری 2010ء میں رومانیہ میں ایک دوست فلورین اندیریا صاحب نے بیعت کی ہے۔ انہوں نے بیعت کرنے کے بعد سب سے پہلے خاکسار سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر مانگی۔ اس نے تصویر اپنے سینہ سے لگائی اور پھر اس کو اپنی دکان پر ایک نمایاں جگہ پر آویزاں کر رکھا ہے۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر بتاتا ہے کہ اس نے اسلام قبول کرلیا ہے اور یہ ہمارے خلیفہ ہیں۔

✿ احمد جبرئیل سعید صاحب بیان کرتے ہیں کہ اوورسیز کا علاقہ نومبائعین کا علاقہ ہے یہاں پہلے جلسے کے انعقاد کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ مانکاراگو (Mankarago) کا غیر احمدی چیف اس علاقے میں بدقسمتی سے محمد حسین بٹالوی کا کردار ادا کرتا رہا ہے۔ ہر جگہ پہنچ کر لوگوں کو ہمارے جلسہ میں شرکت سے منع کرتا رہا۔ اس علاقے میں کوبورے ہمارا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس چیف امام کو بہت بری طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک تو اسکی تمام تر کوششوں کے باوجود جلسے کی حاضری سولہ سو پچاس رہی۔ دوسرے یہ کہ اس کے اپنے چیف نے بھی جلسے میں شمولیت کیلئے پیغام بھجوایا اور اسکے ساتھ وفد بھجوایا بلکہ جماعت کو اپنے علاقہ منکاراگو (Mankarago) میں تبلیغ کرنے کی بھی درخواست کی۔ یہی نہیں بلکہ منکاراگو سے چند ایک نئے احمدیوں نے بھی جلسے میں شرکت کی۔ ان میں سے ایک شخص نے جلسہ میں مائیک پکڑ کر اعلان کیا کہ جو بھی ہو، مَیں اور میری فیملی احمدیت پر ہی مریں گے۔ اس پر ہر طرف سے نعرہ تکبیر بلند ہونے لگے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقے میں ہم مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ چکے ہیں۔

✿ معلّم غفار صاحب بیان کرتے ہیں کہ بینن کی بوزون جماعت کے قائد مجلس کے بڑے بھائی جو کہ مشرک تھے اور احمدیت کے مخالف تھے پہلے اپنے بھائی کو جادو ٹونے کے ذریعے ڈراتے رہے اور جب وہ بیمار ہوئے تو ان کو مرجانے کی دھمکیاں دیتے رہے۔ اس پر جماعت نے بہت دعائیں کی اور قائد صاحب ٹھیک ہوگئے۔ ان کی صحت ہونے پر ان کے مشرک بھائی نے ایک اور شوشہ چھوڑا کہ میرا بھائی مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ ان کو سمجھایا گیا کہ ہماری جماعت کی یہ تعلیم نہیں۔ لیکن وہ نہ مانے۔ آخر گاؤں کے صاحبِ اثر احمدی احباب نے اسکے گھر جاکر یہ کہا کہ ہم احمدی اب مل کر یہ دعا کریں گے کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ ہمارے سامنے مرے۔ اور یوں اللہ تعالیٰ سچے کو زندگی دے گا۔ وہ مشرک بھائی کچھ عرصے کے بعد ہی فوت ہوگیا۔

✿ مالی کے ریجن فانا کے لوکل مشنری یحیٰ سیسی صاحب بیان کرتے ہیں کہ فانا میں گزشتہ ماہ ایف ایم ریڈیو پر احمدیت اور انصارِ دین کے ساتھ مباحثہ والی کیسٹس نشر کیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان پروگرامز کے ذریعے بہت سے لوگ احمدیت میں داخل ہورہے ہیں۔ ان پروگرامز کی کامیابی کو دیکھ کر فانا کے انصارِ دین گروپ کے ایک مولوی مدیبو سنگاریہ نے 10/ جون کو فانا ریڈیو پر احمدیت کے خلاف تقریر کی جس میں تمام احمدیوں کو، احمدیوں کی کیسٹ سننے والوں کو ملعون قرار دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیں۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ ٹھیک تین دن بعد 13/ جون کو یہ شخص اچانک فوت ہوگیا اور یہ واقعہ علاقہ کے لئے عبرت بنا ہوا ہے۔

✿ کرغزستان کے صوبہ اوش کے مضافاتی گاؤں کاشغر میں مرکزی مسجد کا نائب امام ہمارے نو احمدی بھائیوں کو دیکھ کر تھوکتا اور نفرت کا اظہار کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قہری تجلی دکھاتے ہوئے اسے عبرت کا نشان بنا دیا۔ مذکور نائب امام دینی مدرسہ کے بچوں کے ساتھ بدفعلی کے جرم میں گرفتار ہوا اور تحقیق ہونے پر پتہ چلا کہ واقعی امام یہ گھناؤنے فعل کرتا ہے۔ اسے عدالت کی طرف سے قید کی سزا ملی۔

✿ امیر صاحب آسٹریلیا بیان کرتے ہیں کہ جماعت سالومن آئی لینڈ کے صدر جماعت احمد تاسیما صاحب جب عیسائی سے احمدی ہوئے تو ان کی بیوی کے بھائی نے شدید مخالفت کی اور کہا کہ تمہارا نبی جھوٹا ہے۔ احمد تاسیما صاحب اور ان کی بیوی کے مخالف بھائی ایک مرض میں مبتلا ہو گئے اور (دونوں) ایک ہسپتال میں داخل ہوئے۔ احمد تاسیما صاحب نے

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

اپنے سرہانے حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کی تصاویر رکھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اپنے رشتے داروں کو کہا جو کہ جماعت کے سخت مخالف تھے کہ جو بھی ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ اسی مرض میں اسی ہسپتال میں مرجائے گا۔ اس کے کچھ ہی دنوں میں بیوی کے مخالف بھائی اسی ہسپتال میں مر گئے اور آپ شفا پا کر گھر آئے۔ ایک اور نشان بھی ظاہر ہوا کہ ہسپتال میں ایک اور صاحب داخل تھے اور انہوں نے صدر صاحب سے تصویر کے بارے میں دریافت کیا اور جماعت کے بارے میں سوالات کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اور جماعت احمدیہ میں شمولیت کے بعد اپنا نام احمد یحییٰ جان رکھا۔ انہوں نے جماعت کو پھر زمین بھی عطیہ میں دی۔

نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کی تعداد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظامِ وصیت میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس تحریک کے بعد سے اب تک جو تعداد ہے وہ 38 ہزار سے بڑھ کر ایک لاکھ نو ہزار (109000) ہو چکی ہے۔ مجلس کار پرداز میں مسل نمبر ایک لاکھ تین ہزار ہے۔ قادیان کی چھ ہزار تین سو ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانیوں میں بھی جماعت بڑا بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے۔

مالی قربانیوں کے متفرق ایمان افروز واقعات

ملک طاہر حیات صاحب مبلغ قزاقستان لکھتے ہیں کہ لاہور کے حادثہ سے اگلے دو تین دن بعد ساری جماعت یوں سینٹر میں جمع ہو جاتی ہے جیسے اس کا کوئی قریبی عزیز شہید ہو گیا ہو۔ ہفتہ کے دن ہمارے ایک بزرگ میاں بیوی اپنی پینشن لے کر آ گئے اور کہا یہ ہمارے بھائیوں کیلئے لے لیں۔ خاکسار نے کہا گو شہداء کے خاندانوں کیلئے سیدنا بلال فنڈ موجود ہے مگر ابھی اس سلسلے میں کوئی الگ مرکزی ہدایت نہیں۔ انہوں نے اصرار سے وہ رقم بطور امانت رکھوادی کہ اگر کوئی الگ تحریک ہو تو ٹھیک ورنہ اس کو سیدنا بلال فنڈ میں جمع کروا دیا جائے۔

✿ نعیم طاہر سون صاحب سیرالیون سے لکھتے ہیں کہ ایک نومبائع خاتون فاطمہ مانسارے صاحبہ سخت بیمار تھیں۔ ان کی چھاتی میں انفیکشن کی وجہ سے سوجن تھی۔ پیپ پڑ چکی تھی۔ بہت سی انگریزی اور دیسی ادویات استعمال کیں لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ خاکسار دورہ پر اس علاقے میں گیا تو دیگر لوگوں کے علاوہ ان سے بھی ملا۔ حال احوال پوچھا۔ ان کے لئے دعا کی اور چندہ کی تحریک بھی کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے شفا عطا فرمائے گا۔ اس غریب خاتون کے پاس صرف دو ہزار لیونز یعنی پچاس سینٹ تھے جو انہوں نے چندہ میں دے دیئے۔ ایک ہفتے کے اندر اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی دوائی کے انہیں شفا عطا فرما دی۔ اب وہ بفضلہٖ تعالیٰ بالکل نارمل زندگی گزار رہی ہیں۔

✿ امیر صاحب آئیوری کوسٹ لکھتے ہیں کہ ریجن بسّم کا ایک نومبائع احمدی کاروبار کے سلسلے میں اپنی جماعت سے چھ سو کلومیٹر دور دوسرے شہر چلا گیا جہاں جماعت نہ تھی اور جماعت سے اس کا رابطہ بھی دو سال سے منقطع تھا۔ ایک دن اچانک عاملہ کے ایک ممبر کو اس کا فون آیا تو انہوں نے بیان کیا کہ مَیں بہت پریشان ہوں۔ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے مجھے معاف کر دیں۔ اس نے بتایا کہ کل رات مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مَیں ایک سڑک کے کنارے بیٹھا ہوں اور جماعت احمدیہ کی اخبار پڑھ رہا ہوں۔ ایک راہ گیر آتا ہے اور مجھ سے وہ اخبار چھیننے کی کوشش کرتا ہے مگر وہ اخبار چھیننے میں کامیاب نہیں ہوتا۔ اور خواب میں ہی مجھے یوں سمجھایا جا رہا ہے کہ یہ شخص مجھے جماعت سے دور کرنا چاہ رہا ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی تو مَیں بہت گھبرایا ہوا تھا اور صبح اٹھتے ہی آپ کو فون کر رہا ہوں۔ مَیں آج ہی آپ کو پیسے ٹرانسفر کرتا ہوں۔ میرا چندہ ادا کریں اور میرے لئے دعا بھی کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے معاف کرے اور آئندہ میں مسلسل جماعت سے رابطہ رکھوں اور چندہ ادا کرتا رہوں۔ یہ کچھ مختصر واقعات تھے جو مَیں نے بیان کئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اسکی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو اس خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٔ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی‘‘۔ فرمایا: ’’مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر کار فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 13و20/جولائی 2012)

......☆......☆......☆......

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

بھر گیا اور منہ پر مہر لگ گئی۔ ان کا فرض تھا کہ پہلے حملہ میں ہی تھانہ میں رپورٹ کرتے گورنمنٹ کو اطلاع دیتے اور حلیہ لکھواتے اور صورت شکل اور وردی اور تمام قرائن سے حکام کو مطلع کرتے تا گورنمنٹ اشتہار دے کر ایسے بدمعاشوں کو ماخوذ کرتی اور ایسے پلید مجرموں کو واجبی سزا کا مزہ چکھاتی۔‘‘ (ضیاء الحق رُخ جلد 9 صفحہ 275)

ان کے اپنوں نے اسے آتھم کے خیالات قرار دیا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ہم نے سنا ہے کہ بعض اس کے دوستوں نے بھی کہا کہ غلبہ خوف کیوجہ سے کچھ اپنے ہی خیالات نظر آئے ہوں گے جو سانپ یا سواروں یا پیادوں کی شکل پر دکھائی دیئے ورنہ تین مرتبہ تین مختلف مقاموں میں نظر آنا اور پکڑا نہ جانا بلکہ کچھ بھی پتہ نہ لگنا اور پھر ہر دفعہ صرف آتھم کا ہی مشاہدہ ہونا ایک ایسا امر ہے جس کو عقل سلیم تجویز نہیں کرسکتی۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو ان کے بعض ہم مذہب اور گھر کے بھیدی ہی اپنی مجالس میں ذکر کرتے اور آتھم صاحب کے خوفوں کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑاتے ہیں۔‘‘ (ایضاً صفحہ 287)

جماعت کے افراد پر حملے کا الزام سراسر جھوٹ اور عندالعقل ناقابل قبول

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’لیکن افسوس تو یہ ہے کہ جیسے آتھم صاحب بمقام امرتسر سانپ پکڑنے سے ناکام رہے اور اس کو مار بھی نہ سکے یہی ناکامی آتھم صاحب کو اس جگہ (لدھیانہ۔ناقل) بھی نصیب ہوئی۔ باوجودیکہ پولیس کا انتظام اور داماد کی احتیاطیں امرتسر سے زیادہ تھیں۔

اور یہ افسوس اور بھی زیادہ ہوتا ہے جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ آتھم صاحب جیسا ایک تجربہ کار سرکاری ملازم پنشنر جو مدت دراز تک اکسٹرا اسسٹنٹی کا کام کرتا رہا کیا وہ اس فوجداری قانون سے ناواقف تھا کہ جب اس اقدام قتل تک نوبت پہنچی تھی تو وہ بذریعہ عدالت باضابطہ ہمارا مچلکہ تحریر کروا کر امن سے لدھیانہ میں لیٹا رہتا۔

یہ بات کچھ تھوڑی نہیں تھی کہ بقول انکے جو بعد میں بنائی گئی ہے کہ اقدام قتل کیلئے ان پر حملہ ہوا مگر ان سے تو اتنا بھی نہ ہوسکا کہ اس ظالمانہ واقعہ کو چند اخباروں میں ہی درج کروا دیتے ...... ان باتوں کو اُسوقت ظاہر کیا جب وہ وقت ہی گزر گیا اور پندرہ مہینے کی میعاد منقضی ہو گئی۔ پھر بھی یاروں دوستوں نے بہت زور مارا کہ آتھم صاحب اب بھی نالش کر دیں مگر چونکہ وہ اپنے دل میں جانتے تھے کہ یہ سب آسمانی امور ہیں اور سمجھتے تھے کہ نالش کرنا تو آپ اپنے ہاتھ سے ہلاکت کا سامان جمع کرنا ہے اور خود اس قدر شوخی بھی خطرناک ہیکہ اپنے خوف اور رجوع کو اور پہلو میں لاکر چھپا دیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کو یاد نہ رکھا! اس لئے انہوں نے باوجود ڈاکٹر کلارک کے بہت سے سیاپے کے نالش نہ کی۔ (ایضاً صفحہ 268)

جماعت کی طرف سے حملوں کے الزام کی تردید میں حضرت مسیح موعودؑ کے دلائل

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ہماری جماعت کے لئے تو تین حملوں کا الزام موجبِ زیادتِ ایمان اور یقین اور آتھم کے جھوٹے ہونے کا بدیہی ثبوت ہے کیونکہ ہر ایک شخص ہماری جماعت میں سے یقین دل سے جانتا ہے کہ ایسے حملوں کی مجھے تعلیم نہیں ہوئی اور نہ ایسا پلید مشورہ کبھی اس جماعت میں ہوا۔ ہم اپنی تمام جماعت کے فرد فرد کو اس وقت مخاطب کرتے ہیں کہ کیا ان کو ایسی صلاح دی گئی کہ تم کوئی زہریلا اور کالا سانپ لے کر اور اس کو خوب تعلیم دے کر آتھم کو ڈسنے کے لئے اس کی کوٹھی میں چھوڑ دو۔ اگر وہاں موقعہ نہ پاؤ تو پھر لودھیانہ میں جا کر اور اگر وہاں بھی موقعہ نہ ملے تو پھر فیروزپور میں جا کر کام تمام کر دو۔

ہم پھر کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کبھی ایسا مشورہ دیا ہے تو سخت بے ایمانی ہو گی کہ وہ اس کو ظاہر نہ کرے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مرشد پر مریدوں کا اسی وقت سچا اعتقاد رہ سکتا ہے کہ جب تک اس کو راست باز اور صادق اور حق گو یقین کریں اور دروغ گو اور متفنی اور منصوبہ باز ہونا اس کا ثابت نہ ہو اور جبکہ یہ بات ہے تو ہمارے مریدوں میں سے ہر ایک شخص اپنے دل میں سوچے کہ کیا کوئی ان سے ہمارے کہنے سے یا خود بخود آتھم پر حملہ کرنے کے لئے امرتسر اور لودھیانہ اور فیروزپور گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ سب کا یہی جواب ہوگا کہ میں نہیں گیا اور نہ ایسی گندی تعلیم مجھ کو ہوئی۔

وہ تو ضرور اس پردہ کی بات کو پا جاتے اور توبہ پر توبہ کرتے کہ ہم نے اس مکار آدمی کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنے ایمان کو ضائع کیا۔ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے بتلائی اور اب کہتا ہے کہ کوئی تم میں سے آتھم کو قتل کر دے تا کسی طرح پیشگوئی پوری ہو۔ (ایضاً صفحہ 282)

خوف کی وجہ پیشگوئی کی شوکت اور عظمت - حملے کا عذر ایک جھوٹا عذر

پیشگوئی جس قوت اور شدت کیساتھ کی گئی تھی عیسائی ایمان جو ایک مخلوق کو خدا بناتا ہے ہرگز اسکے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے ہی ڈرا اور ہماری جماعت میں سے کوئی نیزہ باز اور تیغ کش اس کی کوٹھی پر ہرگز نہیں پہنچا۔ پس چونکہ ڈرنا خود اسکے اقرار اور قول اور فعل سے ثابت اور ایسی شدید الرعب پیشگوئی سے کسی مشرک مخلوق پرست کا ڈرنا قرین قیاس بھی ہے تو یہ عذر کہ ہماری جماعت کے تین حملے نیزوں تلواروں سانپوں کے ساتھ اس پر ہوئے سراسر دروغ بے فروغ ہے جس کو آتھم ایک ذرہ بھی ثابت نہیں کرسکا۔ (ایضاً صفحہ 288)

پیشگوئی میں عبد اللہ آتھم کا لفظ نہیں بلکہ ’’فریق‘‘ کا لفظ ہے اور ’’فریق‘‘ کے لحاظ سے یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہوئی ہم انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں اس کا ذکر کریں گے۔ نیز سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرشوکت انعامی چیلنج کا بھی کچھ تذکرہ کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت عثمانؓ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 5/فروری 2021 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کا امیر کس کو بنایا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں حضرت عثمانؓ کو امیر مقرر فرمایا۔

سوال غزوہ ذات الرقاع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کتنے صحابہ تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نبی کریمؐ کے ساتھ چار سو یا ایک روایت کے مطابق سات سو صحابہ کی جماعت تھی۔

سوال غزوہ ذات الرقاع کیوں ہوا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ قبیلہ بنوثَعلَبہ اور بنو مُحَارِبُ پر حملہ کے لیے نکلے۔ آپؐ نَخُل مقام پر پہنچے جسے ذَاتُ الرِّقَاع کہتے ہیں۔ وہاں آپؐ کے مقابلے کیلئے بڑا لشکر تیار تھا۔ دونوں گروہ ایک دوسرے کے بالمقابل ہوئے تاہم جنگ نہ ہوئی۔

سوال غزوہ ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اسے ذات الرقاع اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اس میں صحابہ نے اپنے جھنڈوں میں پیوند لگائے ہوئے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس علاقے میں درخت یا پہاڑ تھا جس کا نام ذات الرقاع ہے۔

سوال اس غزوہ کی دوسری وجہ تسمیہ کیا تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ اس غزوہ میں ہمارے پاؤں پھٹ گئے اور ناخن گر گئے اور ہم اپنے پاؤں پر کپڑوں کے ٹکڑے لپیٹتے تھے۔ اس لیے اس کا نام غزوۂ ذات الرقاع یعنی چیتھڑوں والی لڑائی رکھا گیا۔

سوال فتح مکہ کے موقع پر کن چار لوگوں کے متعلق آنحضرتؐ نے قتل کا فرمان جاری فرمایا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے فرمایا کہ ان چار کو قتل کر دو خواہ تم انہیں کعبہ کے پردوں سے چمٹے ہوئے پاؤ۔ عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن خَطَل، مَقِیس بن صُبَابَہ اور عبداللہ بن سعد بن اَبِی سَرح۔

سوال عبداللہ بن خطل اور مقیس کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عبداللہ بن خَطَل جب پکڑا گیا تو اس نے خانہ کعبہ کے پردوں کو پکڑا ہوا تھا۔ حضرت سعید بن حُرَیثؓ اور حضرت عَمَّار بن یاسرؓ دونوں اس کی طرف لپکے اور سعیدؓ نے آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ مَقِیس کو لوگوں نے بازار میں پایا اور اسے قتل کر دیا۔

سوال عکرمہ بن ابوجہل کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عکرمہ سمندر کی طرف بھاگ گیا۔ سمندر میں طوفان آ گیا۔ اس پر عکرمہ نے کہا بخدا! مجھے سمندر میں اگر کوئی چیز بچائے گی تو اخلاص و سچائی ہے اور خشکی پر بھی اخلاص و سچائی ہی مجھے بچائے گی۔ اے اللہ! میں تجھ سے پختہ عہد کرتا ہوں کہ اگر تُو مجھے اس طوفان سے محفوظ رکھے تو میں ضرور محمدؐ کے پاس جا کر ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھوں گا اور مَیں ضرور انہیں عفو کرنے والا اور کریم پاؤں گا۔ پھر وہ واپس آیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔

سوال عبداللہ بن ابی سرح کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عبداللہ بن ابی سرح حضرت عثمان بن عفانؓ کے ہاں چھپ گیا۔ جب رسول اللہؐ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو حضرت عثمانؓ اسے نبیؐ کے سامنے لائے اور عرض کی کہ اس کی بیعت قبول فرمائیں۔ آپؐ نے اپنا سر اٹھا کر اس کی طرف تین مرتبہ دیکھا اور تینوں مرتبہ انکار کیا۔ آخر آپؐ نے اس کی بیعت لے لی۔

سوال عبداللہ بن ابی سرح کی بیعت لینے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے فرمایا کہ کوئی صاحبِ عقل شخص نہ تھا جو اس شخص کو قتل کر دیتا جس کی بیعت لینے سے میں نے تخلف کیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں کیسے علم ہوتا کہ آپؐ کے دل میں کیا تھا۔ آپؐ نے کیوں نہ آنکھ سے ہمیں اشارہ کیا؟ آپؐ نے فرمایا کہ نبی کیلئے جائز نہیں کہ وہ آنکھوں کی خیانت کا مرتکب ہو۔

سوال حضور انور نے عبداللہ بن ابی سرح سے متعلق آنحضرتؐ کے اس قول کی کیا وضاحت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ کا یہ فرمانا کہ جب میں نے بیعت لینے میں تامل کیا تو تم نے اس کو قتل کیوں نہ کر دیا محلِ نظر ہے کیونکہ اگر نبی کریمؐ اس کی بیعت نہ لینا چاہتے اور اسکے قتل کے فیصلہ پر قائم رہنا پسند فرماتے تو اس کو قتل کرنے کا ارشاد فرما سکتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ اس روایت میں کسی کی اپنی رائے شامل ہو گئی ہو۔ نیز یہ روایت بخاری اور مسلم میں نہیں ہے اور ابوداؤد میں اسی مضمون کی ایک روایت ہے جس میں قتل کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

سوال عبداللہ بن ابی سرح کون تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عبداللہ بن ابی سرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب وحی تھا۔ آپؐ پر جب کوئی وحی نازل ہوتی تو اسے بلوا کر لکھوا دیتے۔

سوال عبداللہ بن ابی سرح مرتد کیسے ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک دن آپ اسے بعض آیات لکھوا رہے تھے۔ جب آپ ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ پر پہنچے تو اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا کہ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ یہی وحی ہے، اس کو لکھ لو۔ اس نے سمجھا کہ جس طرح میرے منہ سے یہ آیت نکلی اور رسول اللہؐ نے اس کو وحی قرار دے دیا ہے اسی طرح آپؐ نعوذ باللہ خود سارا قرآن بنا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ مرتد ہو گیا اور مکہ چلا گیا۔

سوال عکرمہ بن ابوجہل نے اسلام قبول کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا درخواست کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بیعت کے بعد رسول اللہؐ نے اسے فرمایا: اے عکرمہ! تُو مجھ سے جو بھی چیز مانگے گا اگر میں اس کی طاقت رکھتا ہوں گا تو ضرور تجھے دوں گا۔ عکرمہ نے عرض کیا کہ میری ہر اس عداوت کے لیے بخشش کی دعا کر دیں جو میں نے آپؐ سے روا رکھی۔ اس پر آنحضرتؐ نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! عکرمہ کی ہر وہ عداوت اس کو بخش دے جو اس نے مجھ سے روا رکھی۔

سوال غزوہ تبوک کب ہوا اور اسے کس نام سے یاد کیا جاتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غزوۂ تبوک رجب 9/ہجری میں ہوا اس غزوۂ تبوک کو جَیۡشُ الۡعُسۡرَۃ یعنی تنگی والا لشکر بھی کہتے ہیں۔

سوال غزوہ تبوک کی تیاری میں حضرت عثمان کو کس مالی قربانی کی توفیق ملی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عثمانؓ نے آنحضرتؐ کی تحریک شام کی طرف تجارت کی غرض سے تیار کیا جانے والا اپنا سو اونٹوں کا قافلہ ان کے کجاووں اور پالانوں سمیت پیش کر دیا۔ آنحضرتؐ کے دوسری اور تیسری مرتبہ تحریک کرنے پر بھی آپ نے اتنا اتنا ہی مال پیش کیا۔ اسکے علاوہ حضرت عثمانؓ نے دو سو اوقیہ سونا بھی پیش کیا۔

سوال آنحضرتؐ نے حضرت عثمانؓ کو کیا بشارت عطا فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے فرمایا مَا عَلٰی عُثۡمَانَ مَا عَمِلَ بَعۡدَ ھٰذِہٖ۔ اسکے بعد عثمان جو بھی کرے اس کا کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

سوال ایک مرتبہ جب حضرت عثمانؓ نے آنحضرتؐ کی جھولی میں ایک ہزار دینار ڈالے تو آپ نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ جھولی میں پڑے دیناروں کو الٹتے پلٹتے رہے اور دو مرتبہ فرمایا: مَا ضَرَّ عُثۡمَانَ مَا عَمِلَ بَعۡدَ الۡیَوۡمِ۔ آج کے بعد عثمان جو بھی کرے گا اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔

سوال آپؐ نے اس موقع پر حضرت عثمانؓ کے لیے کیا دعا کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے حضرت عثمانؓ کیلئے یہ دعا کی۔ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ یَا عُثۡمَانُ مَا اَسۡرَرۡتَ وَمَا اَعۡلَنۡتَ وَمَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیَامَۃِ مَا یُبَالِیۡ مَا عَمِلَ بَعۡدَھَا کہ اے عثمان! اللہ تجھ سے مغفرت کا سلوک فرمائے جو تُو نے مخفی طور پر کیا اور جو تُو نے اعلانیہ کیا اور جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس کے بعد وہ جو بھی عمل کرے اسے کوئی فکر نہیں ہونی چاہیے۔

سوال آنحضرتؐ نے جنگ تبوک کی مالی قربانی سے خوش ہو کر حضرت عثمانؓ کے لیے مزید کیا دعا کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے یہ دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ ارۡضِ عَنۡ عُثۡمَانَ فَاِنِّیۡ عَنۡہُ رَاضٍ کہ اے اللہ! تُو عثمان سے راضی ہو جا کیونکہ مَیں اس سے راضی ہوں۔

سوال آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو کیا اعزاز عطا فرمائے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے حضرت عثمانؓ کے متعلق بارہا یہ فرمایا ہے کہ انہوں نے جنت خرید لی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت کے وقت حضرت عثمانؓ موجود نہ تھے تو آپؐ نے اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا اے عثمان! خدا تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے گا۔ منافق چاہیں گے کہ وہ تیری اس قمیص کو اتار دیں مگر تُو اس قمیص کو اُتارنا نہیں۔

سوال حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں کون کون سی فتوحات ہوئیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں فتح افریقیہ۔ فتح اندلس، سپین 27/ہجری۔ فتح قبرص، سائپرس 28/ہجری۔ فتح طبرستان 30/ہجری۔ فتح صَوَاری۔ فتح آرمینیا۔ فتح خراسان 31/ہجری۔ بلخ، ہرات کی مہم 32/ہجری۔ بلادِ روم کی طرف پیش قدمی، مَرۡو رُوذ، طالقان، فاریاب، جُوزجان، طخارستان وغیرہ فتوحات ہوئیں۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں ہندوستان میں اسلام کی آمد ہو گئی تھی۔ ☆☆☆

احادیث نبویہ اور اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا پر معارف بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 16 جنوری 2004 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں کون سی آیت کریمہ تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُھُمَاۤ اَوۡ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّھُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡھَرۡھُمَا وَ قُلۡ لَّھُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا۔ وَاخۡفِضۡ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَ قُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا (آیت 25-24) تلاوت فرمائی؟

سوال حضور انور نے اس آیت کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو انہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔ اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جھکا اور کہہ کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

سوال اللہ تعالیٰ نے والدین سے حسن سلوک کی تاکید کیوں فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے والدین سے حسن سلوک کے بارہ میں بڑی تاکید فرمائی ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے روکیں۔ یا شرک کی تعلیم دیں۔ اور یہ حکم اس لئے ہے کہ جو خدمت انہوں نے بچپن میں ہماری کی ہے اس کا بدلہ تو ہم نہیں اتار سکتے۔ اس لئے یہ حکم ہے کہ ان کی خدمت کے ساتھ ساتھ ان کے لئے دعا بھی کرو کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور بڑھاپے کی اس عمر میں بھی ان کو ہماری طرف سے کسی قسم کی کوئی دکھ نہ پہنچے۔

سوال حضور انور نے اُف تک نہ کہنے کے کیا معنی بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اُف نہ کرنے کا مطلب یہی ہے کہ جب وہ تمہارے مخالف کوئی بات کریں تب بھی تم نے اُف نہیں کرنا۔ تمہاری مرضی کے خلاف باتیں ہوں تب بھی نرمی سے، عزت سے، احترام سے پیش آنا ہے اور ان کی خدمت بھی کرنی ہے۔

سوال حضور انور نے ان لوگوں کو جو یہ کہتے ہیں کہ جماعت بوڑھے لوگوں کے مرکز کھولے، کیا جواب دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض لوگ لکھتے ہیں کہ جماعت بوڑھوں کے مراکز کھولے جہاں انہیں داخل کیا جائے، انہیں سنبھالنا مشکل ہے۔ کچھ خوف خدا کرنا چاہئے۔ اب ان کو تمہاری ضرورت ہے تو کہتے ہو کہ ان کو جماعت سنبھالے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے سنبھالتی ہے لیکن ایسے بوڑھوں کو جن کی اولاد نہ ہو یا جن کے کوئی اور عزیز رشتے دار نہ ہوں۔ جن کے اپنے بچے سنبھالنے والے موجود ہوں تو بچوں کا فرض ہے کہ والدین کو سنبھالیں۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو اسکی والدہ کی کیا اہمیت بتائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نبی اکرمؐ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا کہ: اے اللہ کے رسولؐ! مَیں نے اپنی ماں کو یمن سے اپنی پیٹھ پر اٹھا کر حج کرایا ہے۔ کیا مَیں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے؟۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ اسنے پوچھا، کیوں۔ آپؐ نے فرمایا، اسلئے کہ اس نے تمہارے بچپن میں تمہارے لئے ساری مصیبتیں اس تمنا کے ساتھ جھیلیں کہ تم زندہ رہو مگر تم نے جو کچھ کیا وہ اس حال میں کیا کہ تم اس کے مرنے کی تمنا رکھتے ہو۔

سوال والدین کی وفات کے بعد ان سے کس طرح نیکی کی جا سکتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بنی سلمہ کے ایک شخص نے آپؐ سے عرض کیا کہ والدین کی وفات کے بعد کوئی ایسی نیکی ہے جو میں ان کے لئے کرسکوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ تم ان کے لئے دعائیں کرو۔ ان کے لئے بخشش طلب کرو، انہوں نے جو وعدے کسی سے کر رکھے تھے انہیں پورا کرو۔ ان کے عزیز و اقارب سے اسی طرح صلہ رحمی اور حسن سلوک کرو جس طرح وہ اپنی زندگی میں ان کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اور ان کے دوستوں کے ساتھ عزت و اکرام کے ساتھ پیش آؤ۔

سوال حضور انور نے وفات یافتہ والدین کے حصہ وصیت کی ادئیگی کے متعلق کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض موصی وفات پا جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی جائداد کے 1/10 حصہ وصیت کی ہوتی ہے لیکن سالہا سال تک ان کے بچے ان کا حصہ وصیت ادا نہیں کرتے بلکہ بعض دفعہ انکار ہی کر دیتے ہیں۔ گویا جو وعدے ان ہی کی جائدادوں سے ادا ہونے والے ہیں وہ ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں۔ جبکہ اس جائداد کا جو دسواں حصہ ہے وہ تو بچوں کا ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بچوں کو عقل اور سمجھ دے۔

سوال ایک مرتبہ قحط کے دنوں میں آنحضرتؐ نے اپنی رضائی والدہ سے کیا حسن سلوک کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک مرتبہ آنحضرتؐ کی رضاعی والدہ حلیمہ مکہ آئیں اور حضور سے مل کر قحط اور مویشیوں کی ہلاکت کا ذکر کیا۔ حضورؐ نے حضرت خدیجہ سے مشورہ کیا اور رضاعی ماں کو چالیس بکریاں اور ایک اونٹ مال سے لدا ہوا دیا۔

سوال آنحضرتؐ اپنے رضاعی والدین اور رشتہ داروں کی کس طرح عزت و تکریم کیا کرتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حدیث شریف میں ہے کہ ایک بار حضورؐ تشریف فرما تھے کہ آپ کے رضاعی والد آئے۔ حضورؐ نے ان کے لئے چادر کا ایک پلّو بچھا دیا۔ پھر آپ کی رضاعی ماں آئیں تو آپؐ نے دوسرا پلّو بچھا دیا۔ پھر آپ کے رضاعی بھائی آئے تو آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔

سوال آنحضرتؐ نے والدین کی خدمت نہ کرنے والے کو کیا تنبیہ فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا، مٹی میں ملے اس کی ناک۔ مٹی میں ملے اس کی ناک۔ مٹی میں ملے اس کی ناک۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور کون؟ آپؐ نے فرمایا وہ شخص جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکا۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے والدین سے بدسلوکی کرنے والوں کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے ماں باپ سے بدسلوکی کرتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب سے زیادہ حسن سلوک کا مستحق کسے قرار دیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تیری ماں۔ پھر اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے چوتھی بار پوچھا اس کے بعد کون؟ آپؐ نے فرمایا ماں کے بعد تیرا باپ تیرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ دار۔

سوال رب کی رضا اور ناراضگی کس بات ہیں ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا قول ہے کہ رب کی رضا باپ کی رضامندی میں ہے، اور رب کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

سوال ایک انسان کس طرح اپنے ماں باپ کو گالی دینے کا مرتکب ہو سکتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہؓ بن عَمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دے سکتا ہے؟۔ فرمایا: ہاں وہ دوسرے آدمی کے ماں اور باپ کو گالی دیتا ہے تو اپنے ہی ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔

سوال آنحضرتؐ نے لمبی عمر اور رزق میں فراخی کا کیا ذریعہ بیان فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اسکا رزق بڑھا دیا جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے والدین کی خدمت کے متعلق کیا نصیحت فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض نوجوان اپنی ماؤں کی خبر گیری ترک کر دیتے ہیں اور جب پوچھا جاتا ہے تو اُن کا جواب یہ ہوتا ہے کہ اماں جی کی طبیعت تیز ہے اور میری بیوی سے اُن کی بنتی نہیں۔ ماں کا بھی بہرحال ایک مقام ہے۔ پس اس خطرناک نقص کو دور کرو اور اپنے والدین کی خدمت بجالاؤ۔ ورنہ تم اس جنت سے محروم ہو جاؤ گے جو تمہارے ماں باپ کے قدموں کے نیچے رکھی گئی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے آیت کریمہ وَ یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّ یَتِیۡمًا وَّ اَسِیۡرًا میں یتیم اور اسیر سے کیا مراد لیا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ مسکین سے مراد والدین بھی ہیں کیونکہ وہ بوڑھے اور ضعیف ہو کر بے دست و پا ہو جاتے ہیں اور محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالنے کے قابل نہیں رہتے۔ اسی طرح اولاد جو کمزور ہوتی ہے اور کچھ نہیں کر سکتی اگر یہ اس کی تربیت اور پرورش کے سامان نہ کرتے تو وہ گویا یتیم ہی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانیؓ کو ان کے والدین کے متعلق کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ان کے حق میں دعا کیا کرو اور حتی الوسع والدین کی دلجوئی کرنی چاہئیے اور ان کو پہلے سے ہزار چند زیادہ اخلاق اور اپنا پاکیزہ نمونہ دکھلا کر اسلام کی صداقت کا قائل کرو۔ دنیوی امور جن سے دین کا حرج نہیں ہوتا ان کی ہر طرح سے پوری فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ دل وجاں سے ان کی خدمت بجالاؤ۔ ☆☆☆

اُذۡکُرُوۡا مَحَاسِنَ مَوۡتَاکُمۡ بِالۡخَیۡرِ

میری دادی محترمہ امۃ المنیر بیگم صاحبہ مرحومہ کا ذکر خیر

(محمد داؤد نعمان، حیدر آباد، تلنگانہ)

میری دادی محترمہ امۃ المنیر صاحبہ زوجہ محترم سیٹھ رشید احمد صاحب 12 فروری 2021 بروز جمعۃ المبارک قریب ساڑھے گیارہ بجے صبح بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب رضی اللہ عنہ آف یادگیر کرناٹک اور محترمہ خواجہ بی صاحبہ کی سب سے چھوٹی بیٹی، مکرم سیٹھ محمد الیاس احمدی صاحب مرحوم سابق امیر جماعت یادگیر کرناٹک اور صوبائی امیر کرناٹک کی ہمشیرہ اور مکرم سیٹھ وسیم احمد صاحب سابق زونل امیر، ورنگل تلنگانہ کی والدہ تھیں۔ آپ کے والد جنت البقیع، مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔

آپ کی پیدائش 1929 میں ہوئی۔ آپ اپنے والد محترم کے کارناموں، ان کی سادگی، جماعت کے لیے اخلاص اور وفا کا اکثر ذکر کیا کرتی تھیں۔ 1950 میں آپ کی شادی محترم سیٹھ رشید احمد صاحب مرحوم آف چنتہ کنٹہ سے ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار لڑکوں اور دو لڑکیوں سے نوازا۔

آپ پنجوقتہ نمازوں کی عادی اور باقاعدگی سے باترجمہ تلاوت قرآن کریم کیا کرتی تھیں۔ آپ کو 32 سال سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ حیدر آباد کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ صوبہ آندھرا پردیش کی چھوٹی جماعتوں کی اصلاح کے لیے صدر صاحبہ کے ساتھ دورہ بھی کیا کرتی تھیں۔ 2020 میں آپ کو عمرہ کرنے کی سعادت بھی ملی۔

آپ کئی خوبیوں کی مالک تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر آپ کو کامل یقین تھا۔ آپ ایک نیک، شفیق، باوقار اور سنجیدہ مزاج خاتون تھیں۔ صبر، بردباری اور بلند حوصلہ رکھنے والی تھیں۔ 1972 میں آپ کے خاوند ایک سڑک حادثہ میں وفات پا گئے جس کے بعد مشکل حالات میں اپنے 6 کم عمر بچوں کو بڑے حوصلہ کے ساتھ سنبھالا اور ان کی پرورش کی۔ خوش خلق، ہمدرد اور بہت دعا گو تھیں۔ اپنے بچوں کو اتفاق اور اتحاد سے رہنے کی تلقین کرتی تھیں۔ مہمان نوازی ان کا خاص وصف تھا۔ مہمانوں کی آمد پر بہت خوش ہوتیں اور ان کی بہت دل جوئی کرتیں۔ اپنی بیماری کے ایام میں بھی جب کہ بات نہیں کر پاتی تھیں، تو اشارہ سے مہمان کا خیال رکھنے کے لیے کہتیں۔ آپ ضرورت مند رشتہ داروں کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ غربا کی مدد اور صدقہ خیرات کرنے میں پہل کرتی تھیں۔ آپ کا ذہن بڑا زرخیز اور قوت حافظہ بہت مضبوط تھی۔ قرآن کریم کے لفظی معنی زبانی یاد تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دیگر انبیا کے قصے زبانی سنایا کرتی تھیں۔ آپ کو مطالعہ کا بہت شوق تھا اور اپنے مرحوم شوہر کی کتابوں کے وسیع ذخیرہ سے پڑھتی تھیں۔

مرحومہ تقریباً 18 برس کی عمر میں وصیت کے نظام میں شامل ہوئی تھیں۔ اپنا چندہ ذمہ داری سے بروقت ادا کرتیں۔ حصہ جائداد بھی اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا۔ کووڈ کی وجہ سے ہوائی جہاز اور ریل بند تھی، آپ بڑی فکر سے پوچھا کرتیں کہ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو بہشتی مقبرہ کیسے لے جاؤ گے۔

ان کی بہت سی حکمت کی باتیں ہمارے دل پر نقش ہیں اور ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ وہ کہا کرتی تھیں کہ چھوٹی چھوٹی نیکی کرنے میں پہل کرو تو اللہ تعالیٰ خوش ہو کر بڑی نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ جھوٹ سے نفرت تھی اور ہمیشہ قولِ سدید سے کام کرنے کی تلقین کرتی تھیں۔ وہ یہ بھی کہا کرتی تھیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سیدھی بات کیا کرو کیونکہ پیچدار بات کرنے والوں کو وہ ناپسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی نصیحتوں پر عمل کرنے اور ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین۔ ☆☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اَجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں، دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

وصــــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10283: مَیں طارق احمد ولد مکرم نور محمد صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 36 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ طاہر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19/جنوری 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائدادنہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/11500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد سعادت اللہ العبد: طارق احمد گواہ: محمد انوراحمد

مسل نمبر 10284: مَیں وقاص احمد یو ولد مکرم یو انور احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 27 سال پیدائشی احمدی، ساکن سرائے سرفراز (محلہ باب الابواب) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3/دسمبر 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائدادنہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/6300 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد انور احمد العبد: وقاص احمد یو گواہ: شاکر انور

مسل نمبر 10285: مَیں عابدہ.بی زوجہ مکرم بشیر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 54 سال پیدائشی احمدی، ساکن سٹار اپارٹمنٹ (بلاک 17،A2) Thripunithura ضلع ارناکولم صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4/دسمبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔فلیٹ زیر تعمیر نصف حصہ۔میرا گزارہ آمد از Builder ماہوار -/10000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: سیدہ.بی الامۃ: عابدہ.بی گواہ: بشیر احمد

مسل نمبر 10286: میں سلیم احمد ولد مکرم مجید دین صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 25 سال تاریخ بیعت 2000 ساکن حلقہ مہدی آباد ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداس پور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19-3-21 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائدادنہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 50 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: کلیم احمد العبد: سلیم احمد گواہ: رضوان احمد بھٹی

مسل نمبر: 10287 میں عادل عباس شاہ ولد مکرم محمد عباس شاہ صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 31 سال پیدائشی احمدی ساکن احمدیہ مشن ہاؤس علی گڑھ یوپی۔ مستقل پتا یاری پورہ، کولگام جموں وکشمیر۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21-2-12 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائدادنہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 33000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان العبد: عادل عباس شاہ گواہ: مبارک احمد ڈار

مسل نمبر: 10288 میں واجد دانش احمد ولد مکرم شاہد احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 40 سال پیدائشی احمدی ساکن 31 پائن ہولو ڈرائیو شوٹنگٹن سی ٹی۔ یو ایس اے۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8 ستمبر 2019 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک مکان قیمت اندازا 400,000 ڈالر۔بنک میں جمع شدہ رقم مبلغ 50000 ڈالر۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 8300 ڈالر ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: زاہد احمد العبد: واجد دانش احمد گواہ: ایم نعیم الدین یاؤسن

مسل نمبر 10289: میں مبشر سید احمد حاجی ولد مکرم سید تبریز احمد صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن 1523 ویسٹ 8th سٹریٹ، فرسٹ فلور بروکلین (NY) 11204 یو ایس اے۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 فروری 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔رٹائرمنٹ سیونگ اکاؤنٹ میں مبلغ 64,764.4 ڈالر، ڈیفرڈ کمپینشن 15,746.03 ڈالر، رولیکس گھڑی قیمت اندازا 12350 ڈالر، رولیکس گھڑی قیمت اندازا 8950 ڈالر۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 145,000 ڈالر ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: احتشام الحق کوثر العبد: مبشر سید احمد حاجی گواہ: Shaaea Ahmad

مسل نمبر 10290: میں امۃ الشافی ایمن بنت مکرم دلاور خان صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداس پور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30-3-2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائدادنہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔ گواہ: دلاور خان الامۃ: امۃ الشافی ایمن گواہ: عطاء الحفیظ عمران

مسل نمبر: 10291 میں ناصر احمد ولد مکرم عبد الجبار صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 40 سال پیدائشی احمدی ساکن یو اے ای۔ مستقل پتا پلاٹ نمبر 9، اناّئی نگر ایسٹ پالایم کوٹّائی۔تمل ناڈو۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23 مارچ 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔میلا پالایم میں 5 سینٹ+5 سینٹ زمین۔کیلاتھم میں ایک پلاٹ 5.04 سینٹ۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 15000 اے ای ڈی ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: قیصر محمود العبد: ناصر احمد گواہ: مصور احمد

مسل نمبر: 10292 میں نسیہ بیگم زوجہ مکرم محمد توفیق صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 60 سال پیدائشی احمدی ساکن کرڈاپلی، ٹنگریہ، کٹک اڈیشہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 دسمبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی 4 بھری 22 کیرٹ۔زرعی زمین 12 گونٹھ۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: حلیم احمد مبلغ سلسلہ الامۃ: نسیہ بیگم گواہ: محمد ظفر الحق

مسل نمبر: 10293 میں کمال محمد ولد مکرم دھنی محمد صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان۔پنشنر عمر 63 سال پیدائشی احمدی ساکن کرڈاپلی، ٹگریا، کٹک اڈیشہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 جنوری 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک مکان تین کمروں پر مشتمل۔میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار 15500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: حلیم احمد مربی سلسلہ العبد: کمال محمد گواہ: محمد ظفر الحق انسپکٹر بیت المال آمد

مسل نمبر: 10294 میں انجم اختری زوجہ مکرم شیخ امام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن کرڈاپلی، ٹگریا، کٹک اڈیشہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 دسمبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی 3 بھری 22 کیرٹ۔حق مہر 35000 روپئے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: حلیم احمد خان مربی سلسلہ الامۃ: انجم اختری گواہ: محمد ظفر الحق انسپکٹر بیت المال

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 22 - April - 2021 Issue. 16

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

ہمیں اس رمضان میں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قرب کو پانے کے لئے اس کے حکموں پر چلنے والے ہوں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16 /اپریل 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ البقرہ کی آیات 184 تا 187 کی تلاوت کی اوران کا ترجمہ پیش فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقوی اختیار کرو۔گنتی کے چند دن ہیں۔پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے اور تمہارے روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جس میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم سہولت سے گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال پھر ہمیں ماہ رمضان میں سے گزرنے کا موقع مل رہا ہے۔ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف رمضان کے مہینے کو پانا اور اس میں سے گزرنا ہی کافی نہیں ہے یا صرف صبح سحری کھا کر روزہ رکھنا اور شام کو افطاری کر کے روزہ کھولنا ہی روزوں کے مقصد کو پورا نہیں کرتا بلکہ ان روزوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔روزوں کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بعض حکم دیئے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ان پر عمل کرنے کی وجہ سے ہمیں اپنا قرب عطا فرمانے اور قبولیت دعا کی نوید سنائی ہے۔ان میں سے چند آیات میں نے تلاوت کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان آیات میں روزوں کی فرضیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔اسی طرح یہ بھی بتا دیا کہ اگر بیماری یا کوئی اور جائز وجہ ہے تو روزوں سے رخصتی کی صورت میں پھر ان کو بعد میں پورا کرنا چاہئے۔

پھر قرآن کریم کی اہمیت اور اس کے نزول کے بارے میں بھی بتا کر ہمیں یہ بتایا کہ اس کا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا ہمارے لئے ہدایت اور ایمان میں مضبوطی کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے اور اس کی بھیجی ہوئی تعلیم کو سمجھنے کا بھی ذریعہ ہے۔اور پھر ہمیں یہ خوشخبری دی کہ میرے بندوں کو بتا دے کہ اے نبی میں ان کے قریب ہوں دعاؤں کو سنتا ہوں قبول کرتا ہوں اور رمضان کے مہینے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نچلے آسمان پر آ جاتا ہے۔ یعنی اپنے بندوں کی دعاؤں کو بہت زیادہ سنتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری دعائیں سنوں تو پھر تمہیں بھی میری باتوں کو ماننا ہوگا میں نے جو احکامات دیئے ہیں ان پر عمل کرنا ہوگا صرف رمضان کے مہینے میں نہیں بلکہ مستقل ان نیکیوں کو زندگیوں کا حصہ بنانا ہوگا اور اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنا ہوگا پس قبولیت دعا کے لئے بھی بعض شرائط ہیں۔جب ان شرائط کے مطابق ہم اپنی دعاؤں میں حسن پیدا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے قریب اور دعاؤں کو سننے والا پائیں گے۔حضور انور نے فرمایا: اس وقت میں دعاؤں کے حوالے سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض فرمودات پیش کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں:

دعا اسلام کا خاص فخر ہے اور مسلمانوں کو اس پر بڑا ناز ہے۔مگر یاد رکھو یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لیے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ اسے دوسرے الفاظ میں موت کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ حالت میسر آ جاوے تو یقیناً سمجھو کہ بابِ اجابت اس کے لیے کھولا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: آج کل یہ سوال بڑا عام کیا جاتا ہے کہ ہمیں کس طرح پتہ چلے کہ ہمارے گناہ معاف ہو گئے اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے۔ یہاں اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اصولی بات بھی بیان فرما دی کہ اگر اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق قائم ہو جاتا ہے جو مستقل تعلق ہے جس کے لئے انسان نے حقیقی کوشش کی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوتا ہے جو اسے بدیوں سے بچنے کی استقامت عطا فرماتا ہے اور نہ صرف یہ کہ بدیوں سے انسان بچتا ہے بلکہ نیکیاں کرنے اور مستقل نیکیاں کرنے کی قوت عطا ہوتی ہے۔اگر یہ نہیں تو انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا قرب پا لیا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا۔ کہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرے گا ہم اس کو اپنی راہ دکھلا دیں گے۔سو انسان کو چاہئے کہ اس کو مدنظر رکھ کر نماز میں گڑگڑا کر دعائیں کرے اور تمنا رکھے کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے ہو جاوے جو ترقی اور بصیرت حاصل کر چکے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ جہان سے بے بصیرت اور اندھا اٹھایا جاوے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: پس ان دنوں میں یہ دعا بہت کریں کہ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستے پر چلائے دلوں کو بھی پاک کر کے حقیقی عابد بنائے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کا حق ادا کرنے والا بھی بنائے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: گناہ کرنے والا اپنے گناہوں کی کثرت وغیرہ کا خیال کر کے دعا سے ہرگز باز نہ رہے۔دعا تریاق ہے۔آخر دعاؤں سے دیکھ لے گا کہ گناہ اسے کیسا برا لگنے لگا۔حضور انور نے فرمایا: یہ رمضان کا مہینہ یہی موقع پیدا کرنے کے لئے آیا ہے کہ کس طرح گناہوں سے توبہ کرنی ہے اور وہ ماحول پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہر سال ہمیں رمضان دکھاتا ہے۔ پس اس مہینے سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

قبولیت دعا کی شرائط کے بارے میں آپ فرماتے ہیں: دعا کرانے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کو مدنظر رکھے۔ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف ہونا چاہئے اس کے دل میں۔ اور صلح کاری اور خدا پرستی اپنا شعار بنائے۔ تقوی اور راستبازی سے خدا تعالیٰ کو خوش کرے تو ایسی صورت میں دعا کے لئے باب استجابت کھولا جاتا ہے۔فرمایا پس ہمارے دوستوں کے لیے لازم ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کو ضائع ہونے سے بچاویں اور ان کی راہ میں کوئی روک نہ ڈال دیں جو ان کی ناشائستہ حرکات سے پیدا ہو سکتی ہے۔پھر دعا کی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اعتقادی لحاظ سے انسان مضبوط ہو اور عمل صالح کرنے والا ہو۔

آپ فرماتے ہیں: چاہئے کہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں۔تقوی کے مدارج اور مراتب بہت سے ہیں لیکن اگر طالب صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلی مدارج کو پالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الۡمُتَّقِيۡنَ۔ اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ یہ اس کا وعدہ ہے اور اس وعدے میں تخلف نہیں ہوتا۔ جیسا کہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ۔ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔پس جس حال میں تقویٰ کی شرط قبولیت دعا کے لیے ایک غیر منفک شرط ہے، تو ایک انسان غافل اور بے راہ ہو کر اگر قبولیت دعا چاہے تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے۔لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تا کہ قبولیت دعا کا سرور اور حظ حاصل کرے اور زیادتی ایمانی کا حصہ لے۔ پھر آپؑ رحم کی قسمیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: یہ یاد رہے کہ رحم دو قسم کا ہوتا ہے ایک رحمانیت دوسرا رحیمیت کے نام سے موسوم ہے۔رحمانیت تو ایسا فیضان ہے کہ جو ہمارے وجود اور ہستی سے بھی پہلے ہی شروع ہوا۔ اور دوسری رحمت رحیمیت کی ہے۔ یعنی جب ہم دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ بعض لوگ آج کل اس کو بدعت سمجھتے ہیں۔ ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب ہو کر دودھ کے لئے چلاتا اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آ جاتا ہے۔تو کیا ہماری چیخیں جب اللہ تعالیٰ کے حضور ہوں تو وہ کچھ بھی نہیں کھینچ کر لا سکتیں؟ آتا ہے اور سب کچھ آتا ہے مگر آنکھوں کے اندھے جو فاضل اور فلاسفر بنے بیٹھے ہیں وہ دیکھ نہیں سکتے۔فرمایا: مانگتے جاؤ گے ملتا جائے گا۔ اُدۡعُوۡنِيۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ۔ کوئی لفاظی نہیں بلکہ یہ انسانی سرشت کا ایک لازمہ ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: مانگنا انسان کا خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا۔ جو نہیں سمجھتا اور نہیں مانتا وہ جھوٹا ہے۔رحمانیت اور رحیمیت دو نہیں ہیں۔پس جو ایک کو چھوڑ کر دوسرے کو چاہتا ہے اسے مل نہیں سکتا۔ رحمانیت کا تقاضہ یہی ہے کہ وہ ہم میں رحمیت سے فیض اٹھانے کی سکت پیدا کرے۔ جو ایسا نہیں کرتا وہ کافر نعمت ہے۔ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ کے یہی معنی ہیں کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں ان ظاہری سامانوں اور اسباب کی رعایت سے جو تو نے عطا کیے ہیں۔

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: دعا ایک ایسی سرور بخش کیفیت ہے کہ مجھے افسوس ہے کہ میں کن الفاظ میں اس لذت اور سرور کو دنیا کو سمجھاؤں۔ یہ تو محسوس کرنے سے ہی پتہ لگے گا۔مختصر یہ کہ دعا کے لوازمات سے ضروری ہے کہ اعمالِ صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں کیونکہ جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا اور اعمال صالحہ سے کام نہیں لیتا اور دعا کرتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہمیں اس رمضان میں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قرب کو پانے کے لئے اس کے حکموں پر چلنے والے ہوں اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے چلے جانے والے ہوں۔اور ان لوگوں میں شامل ہوں جن کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہوتی ہیں۔ یہ رمضان ہمارے اللہ تعالیٰ سے تعلق میں ایک انقلاب پیدا کرنے والا ہو۔ اپنے بھائیوں کے لئے بھی دعائیں کریں۔حضور انور نے پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کی مشکلات کے آسان ہونے اور ان کے محفوظ رہنے کے لیے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ دوسروں کے لئے دعائیں کرنے سے بھی اپنی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ دوسروں کے لئے دعائیں کرنے والے کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔تو کس قدر فائدہ مند سودا ہے یہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی بھی اس رمضان میں خاص طور پر توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad